بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلوٰۃ الرسول یعنی صلوٰۃ فی القرآن

از۔۔۔سکندر احمد کمال

آئین نو سے ڈرنا طرزِ کھن پر اَڑنا
منزل یھی کٹھن ھے قوموں کی زندگی میں

شعبہ نشر و اشاعت

الحمد ایجوکیشنل اینڈ اسلامک ریسرچ سینٹر

ریاض کالونی،برولی روڈ،علی گڑھ،یو پی(انڈیا)

انتساب

والد مرحوم شھزاد احمد کمال

اور

والدہ مرحومہ کے نام

نام کتاب	صلوٰۃ الرسول یعنی صلوٰۃ فی القرآن
مصنف	سکندر احمد کمال، محلّہ شاہ چندن، قصبہ چاند پور، ضلع بجنور، یوپی (انڈیا)
مقیم حال	پٹواری کا نگلہ، آدم نگر، برولی روڈ علی گڑھ (یوپی)
سن طباعت	۲۰۱۱ء جنوری
صفحات	۳۳
قیمت	۱۵/ روپئے
کمپیوٹر کمپوزنگ	سید باقر حسنین، علی گڑھ 9897412312
ملنے کا پتہ	سکندر احمد کمال، نگلہ پٹواری، آدم نگر، برولی روڈ، علی گڑھ
فون نمبر	۹۳۱۹۵۹۳۰۲۰ 9319593020

دیگر تصانیف

(۱) کیا حسین خواب ہے یہ مگر تعبیر؟

(۲) قانون الٰہی یا انسانی؟

(۳) اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول؟

(۴) ذکر انبیاء علیہم السلام

(۵) ناموس رسولؐ

(۶) منظّم مفہوم القرآن (اردو ہندی)

(۷) علم الفقہ فی القرآن

باسمہ تعالیٰ

صلوٰۃ الرسول یعنی صلوٰۃ فی القرآن

سُبحٰن ربک رب العزت عما یصفون ۃ و سلمٌ علی المرسلین ۃ والحمد للہ رب العٰلمین ۃ ''الصلوٰۃ والسلام علی النبی الکریم''

یہ مختصر کتابچہ جو صلوٰۃ کے بارے میں ہے اس کی ابتداء نبیؐ کی ایک حدیث پاک سے کر رہا ہوں، جو اس وقت کے حالات پر پوری طرح سے ثابت ہو رہی ہے۔ اسلام کے دعوے داروں نے اسلام کو کس مقام پر لا کر کھڑا کر دیا ہے؟ کیا یہ اسلام قرآن سے ہم آہنگ ہے؟ یا اس سے دوری پیدا ہو رہی ہے؟

(**۱**) حدیث کی عبارت ''بدء الاسلام غریبا''۔ ترجمہ:- اسلام کا آغاز ایسے حالات میں ہوا تھا کہ وہ (دنیا کے لئے یکسر) غریب اور اجنبی تھا۔ غریب کے معنیٰ عربی زبان اور اردو زبان میں مختلف ہیں۔ پس اسلام کے غریب ہونے کا مطلب جس طرح یہ نہیں ہے کہ جب اس کی ابتداء ہوئی تھی اس وقت اس کے عملی معنیٰ افلاس کے تھے اور اس کے ماننے والے سب کے سب مفلس تھے، اسی طرح یہ بھی نہیں ہے کہ اسلام کی ابتداء مسافرت یا خانہ بدوشی کی حالت میں ہوئی تھی، بلکہ اس کا مطلب دراصل یہ ہے کہ جب وہ آیا تھا اس وقت اپنی بے آمیز فطریت اور خالص عقلیت، اپنے عقائد اور تصورات، اپنے مزاج، اپنی پسند کے معیار اور اپنی قدروں کے اعتبار سے دنیا کے لئے نرالا، سراپا اجنبی اور بیگانہ محض تھا۔ اس کی ایک ایک بات لوگوں کو عجیب معلوم ہوتی تھی، ہر چیز انوکھی، اوپری اور نامانوس دکھائی دیتی تھی۔ صورت حال ایسی تھی گویا یہ لوگ کسی سیارے سے آئے ہوں۔ اور دنیا کی زبان میں ان سے خطاب کیا جارہا ہو۔

مسلم، جلد اول، باب ان الاسلام بدء

(**۲**) دوسری حدیث کی عبارت۔ ''سیعود (اسلام) غریبا کما بدء''۔ ترجمہ:- اور وہ (یعنی اسلام) غربت واجنبیت کی حالت میں پھر اسی طرح لوٹ جائے گا جس طرح شروع میں تھا۔ یعنی پھر لوگ قرآن کی بات کو اسی طرح سنیں گے جس طرح شروع میں سنتے تھے اور مذاق بناتے تھے۔

مسلم، جلد اول، باب ان الاسلام بدء۔

حقیقت میں فی زمانہ ایسا ہی ہو رہا ہے۔ جب کوئی قرآن کا اسلام پیش کرتا ہے، تو اس کو طرح طرح سے ستایا جاتا ہے اور دلیل یہ دی جاتی ہے کہ ساری دنیا کے مسلمان حتیٰ کہ عرب کے مسلمان، جہاں سے اسلام شروع ہوا،

وہاں بھی تیرے اسلام کو نہیں مانا جا رہا، کیا یہ سب جاہل ہیں؟ اور پہلے بزرگ جنہوں نے یہ فقہ لکھے ہیں، وہ سب جاہل تھے؟ کیا تیرے پاس کوئی جدید وحی آ گئی ہے؟ اور نہ معلوم کیا کیا دلیلیں دی جاتی ہیں۔ ان دلیلوں کو سن کر وہ شخص بھی خاموش ہو جاتا ہے، کیونکہ اسے اپنی جان کا خطرہ ہونے لگتا ہے۔ جیسا کہ سابق میں ہوا ہے کہ نہ جانے کتنے آدمیوں کو ختم کر دیا گیا ہے۔ اب میں ایک کتاب کا حوالہ پیش کر رہا ہوں جس کی عبارت پڑھنے کے بعد یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ قرآن نامکمل ہے، جس کی تکمیل محمدؐ نے کی۔ اور یہاں اس بات کی بھی چنداں ضرورت نہیں کہ وحدت ادیان کا نظریہ رسالت محمدیؐ کی عالم گیری کی بھی کھلی ہوئی نفی کرتا ہے اور اس کی دائمی حیثیت کو بھی۔

ملاحظہ ہو۔ قرآن کے لئے مسلمانوں کا عقیدہ اور اللہ کا فرمان؟

''پانچواں محاذ اس حریف اسلام نے رسالت محمدیؐ کے مقام و منصب کی تنقیص اور کم قدری کا کھول رکھا ہے، جس کا مشہور نام ''انکار حدیث'' ہے۔ انکار حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضور اکرمؐ کی سنت کی ایک تاریخی حیثیت اور اہمیت تو ضرور ہے، مگر اسے کوئی تشریعی اور آئینی حیثیت حاصل نہیں ہے۔ یہ نقطۂ نظر اللہ کے رسول کو جنہیں قرآن حکیم کی صراحت کے مطابق دین کا داعی، خلق خدا کا ہادی اور اہل ایمان کا معلم مزکیؔ بنا کر مبعوث کیا گیا تھا۔ اور جن کی اطاعت کو خدا کی اطاعت قرار دیا گیا تھا، ایک عام پیغام رساں کے مرتبے پر اتار لاتا ہے۔ جس کے بعد آپؐ کی حیثیت صرف یہ رہ جاتی ہے کہ خدا کی جو کتاب آپؐ پر نازل ہوئی تھی، اسے جوں کا توں اس کے بندوں تک پہنچا دیں۔ اور زیادہ سے زیادہ یہ کہ اس پر خود عمل کر کے دکھا بھی دیں۔ یہ نظریہ منصب نبوی سے بے خبری کی دلیل تو ہے ہی، خود قرآن سے بھی بے بہرہ ہونے کا ثبوت ہے۔ حالانکہ اسے قرآن کی حمایت ہی کے نام پر ایجاد کیا گیا ہے۔ یہ صرف یہی نہیں کرتا کہ نبوت محمدیؐ کے مقام کی بلندی کو پستی میں بدل دیتا ہے بلکہ قرآن حکیم اور کتاب مبین کو بھی غیر حکیم اور غیر مبین ٹھہرا دیتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں دین اور شریعت کی ہیئت کچھ سے کچھ ہو رہتی ہے۔ اس نظریہ کے موجدوں اور مبلغوں کو یہ سامنے کی حقیقت بھی دکھائی نہ دی کہ سنت کے آئینی اور تشریعی حیثیت کے انکار کے بعد وہ اسلام کے بنیادی فرائض کو کس طرح ادا کر سکیں گے؟ نماز کن اوقات میں اور کتنی رکعتوں کی پڑھیں گے۔ اور ان رکعتوں میں کب اور کیا پڑھیں گے۔ زکوٰۃ کا نصاب کیا ہوگا۔ اور اس کی شرح کیا ہوگی، اور کن کن چیزوں میں واجب الادا ہوگی؟ حج کے مراسم کی تفصیلات کیا ہونگی؟ وغیرہ ذالک۔

قرآن مجید میں ان بنیادی فرائض کے بارے میں ضروری تفصیلات تو موجود نہیں ہیں، پھر وہ اس غرض کے لئے کس طرف رجوع کریں گے؟ اور جب عبادت کا یہ حال ہے تو زندگی کے وسیع معاملات میں حق و صواب کی روش معلوم کر سکنے کا کوئی سوال ہی کہاں باقی رہ جاتا ہے۔ مگر آدمی کے ذہن پر جاہلیت کا سایہ پڑ جائے تو اسے بھٹکنے پن سے خدا کے سوا کون بچا سکتا ہے؟

ماخوذ معرکہ اسلام اور جاہلیت، مولانا صدرالدین اصلاحی، ص ۱۲۷/۱۲۸

مضمون بالا میں موصوف نے سنت کی آئینی اور تشریعی حیثیت کو حتمی اور یقینی قرار دیا ہے کہ اس کے بغیر کام نہیں چلے گا۔ گویا وہ متفق علیہ ہے، مگر مرحوم مولانا مودودی صاحب اپنی کتاب ''سنت کی آئینی حیثیت'' کے صفحہ نمبر ۴۵، ۵۰ اور ۶۱ پر کیا درج کرتے ہیں، ملاحظہ ہو،

''یہ بات ایک ایسے فاضل قانون داں سے، جیسے کہ محترم مکتوب نگار ہیں، مخفی نہیں رہ سکتی کہ قرآن کے کسی حکم کی مختلف ممکن تعبیرات میں سے جس شخص، ادارے یا عدالت نے تفسیر و تعبیر کے معروف علمی طریقے استعمال کرنے کے بعد بالآخر جس تعبیر کو حکم کا اصل منشا قرار دیا ہو، اس کے علم اور دائرہ کار کی حد تک وہی حکم خدا ہے۔ اگرچہ یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ حقیقت میں بھی وہی حکم خدا ہے۔ بالکل اسی طرح سنت کی تحقیق کے علمی ذرائع استعمال کر کے کسی مسئلے میں جو سنت بھی ایک فقیہ یا لیجسلیٹر عدالت کے نزدیک ثابت ہو جائے وہی اس کے لئے حکم رسول ہے۔ اگرچہ قطعی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہی حکم رسول ہے۔ ان دونوں صورتوں میں یہ امر تو ضرور مختلف فیہ رہتا ہے کہ میرے نزدیک خدا یا رسول کا حکم کیا ہے اور آپ کے نزدیک کیا۔

اس تحریر میں حکم خدا اور حکم رسول دونوں مشکوک ہو گئے۔ پھر سنت کی آئینی اور تشریعی حیثیت کیسے یقینی ہو سکتی ہے؟ جبکہ قرآن کہتا ہے ''سورۃ نساء (۴) آیت ۸۲- کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہین کرتے؟ اگر یہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔''

یہ رہا اللہ کا دعویٰ کہ قرآن میں شک وشبہ اور اختلاف نہیں ہیں۔ لیکن اوپر مولانا کا دعویٰ جس میں شک اور شبہ ظاہر ہو رہا ہے۔ کیا مولانا کا دعویٰ درست ہے؟ ہرگز نہیں! اس لئے دونوں باتیں قابل غور ہیں کہ اس امر میں حقیقت کیا ہے؟

نظریہ بالا کے جواب میں وہ نظریہ بھی پیش خدمت ہے جس کی طرف مولانا نے اپنی بالا تصنیف میں طنز کیا ہے۔ اور بعد میں ان دونوں نظریات کے بارے میں قرآن کی روشنی میں لکھا جائے گا کہ حق پر کون ہے یا دونوں ناحق پر ہیں کیونکہ دونوں نظریات مختلف ہیں اور حق مختلف نہیں ہو سکتا۔

اس زمانہ میں ایک اور نیا مسلک وجود میں آیا ہے، جو اپنے کو اہل قرآن کہتا ہے۔ اس کے بارے میں بھی کچھ گفتگو کر لی جائے جس کو تحریر بالا میں منکر حدیث کا نام دیا گیا ہے۔ تاہم دونوں کا نظریہ کسی مقام پر جا کر کسی حد تک مطابقت کرتا نظر آتا ہے۔ اور دونوں ایک ہی مقام پر کھڑے نظر آتے ہیں کچھ فرق کے ساتھ۔ جس فرقے نے یہ کہا ہے کہ مسجد والی نماز قرآن سے ثابت نہیں اور تحریر بالا میں کہا گیا ہے کہ رائج الوقت نماز کی تفصیل قرآن میں درج

نہیں۔ جب یہ عقیدہ درست مان لیا گیا تو فریق ثانی نے صلوٰۃ مسجد کا ہی انکار کر دیا۔ اور کسی حد تک ان کا انکار درست بھی ہوسکتا ہے کیونکہ فریق اول نے قرآن میں صلوٰۃ کی تفصیل کا انکار کر دیا ہے۔ اور اس لئے ان کا یہ کہنا بھی قابل غور ہے کہ مسجد میں صلوٰۃ پڑھنا غلط ہے جب اس کی تفصیل قرآن میں نہیں ہے۔ جبکہ فریق ثانی کا قول ہے کہ نماز کا مطلب صرف اور صرف فرائض منصبی ہے۔ اس بارے میں میرے پاس ایک کتاب آئی ہے، جس کے مصنف جناب محمد قاسم نوری ہیں۔ اور یہی عقیدہ قمر الزماں صاحب کا بھی ہے۔ اور دونوں پاکستان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس عقیدے کے ماننے والے ہندوستان میں بھی پائے جاتے ہیں۔ کتاب کا نام ہے ''قرآنی صلوٰۃ''۔ اس کتاب کے صفحہ ۳ پر یہ درج ہے ''دنیا کا کوئی انسان یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ محمدؐ رسول اللہ نے کونسی نماز پڑھی؟'' (گویا نبیؐ نے کوئی نماز پڑھی ہی نہیں۔نعوذ)۔ص ٦ ''لہٰذا اگر آپ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن ضابطۂ حیات ہے، یا نماز کا کوئی نظام ہے جسے اللہ نافذ کرانا چاہتا ہے، تو اس نظام میں ضابطے ہونگے، قانون ہوگا، فوج ہوگی، عدلیہ ہوگی اور ہزاروں دیگر ایجنسیاں ہونگی، یہ کوئی پڑھنے پڑھانے والی چیز نہیں ہوگی۔ لہٰذا نماز رکعتوں والی نماز نہیں ہوسکتی۔ قرآن ایک مفصل کتاب ہے۔ ہدایت اور رحمت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے اس میں کوئی بات ادھوری نہیں چھوڑی۔ جو حکم دیا ہے اس کی جزیات تک کو وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

سورۃ النحل (١٦) آیت ۸۹۔ و نزلنا علیك الكتاب تبیا ناً لِكُلّ شیءٍ ۔ اور ہم جو کتاب تجھ پر نازل فرما رہے ہیں اس میں ہر چیز کا بیان وضاحت سے کیا گیا ہے۔

موصوف نے یہ آیت لکھی جس میں ہر چیز وضاحت کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ مگر افسوس صد افسوس مصنف قاسم نوری کو نماز صلوٰۃ کی تفصیل نہیں مل سکی جیسے دوسرے مسلمانوں نے بھی کہا ہے۔ دوسروں نے نماز کی تفصیل حدیث سنت سے تو ثابت کی جو بقول ان کے غیر یقینی ہے، جیسا اوپر درج کیا گیا ہے۔ مگر موصوف نے نہ تو حدیث کو دیکھا اور نہ قرآن کو۔ موصوف مزید قرآن کی ایک آیت کو لکھتے ہیں اور پھر دعویٰ کرتے ہیں، آیت درج ہے:

سورۃ طارق (٨٦) آیت ۱۳:۱۴۔ اِنه لقول فصل – وماهو بالهزل ۔ قرآن ایک فیصلہ کن حقیقت ہے یونہی مذاق نہیں ہے۔

اس آیت کو پڑھنے اور لکھنے کے بعد بھی قاسم نوری صاحب مزید لکھتے ہیں۔ اتنے بڑے اور عظیم دعووں کے بعد۔۔۔ اب یہ دیکھئے کہ قرآن کی جس اصطلاح کا ترجمہ رکعتوں والی نماز کر دیا گیا ہے، سارے قرآن کریم میں نہ تو کہیں اس کا نام ہے نہ تفصیل ہے، نہ وضاحت ہے، نہ بیان ہے، نہ اذان ہے، نہ تکبیر ہے، نہ نیت ہے، نہ رکعتیں ہیں، نہ تعداد ہے، نہ طریقے ہیں، نہ ایٹی کیٹس ہیں، نہ یہ کہ کس رکعت میں کیا پڑھیں کتنے رکوع کریں، کتنے سجدے کریں، ہاتھ باندھیں کہ چھوڑیں، سلام پھیریں، قیام، رکوع، سجدہ اور قعدہ کی حالت میں کیا پڑھیں کیا کریں؟ کچھ بھی تو کہیں

نہیں ملتا اور رب کے دعوے ہیں کہ قدم قدم پہ نظر آتے ہیں، کہ قرآن کی ہر آیت محکم ہے مفصل ہے واضح ہے۔ یہ ہر بات کو وضاحت سے بیان کرنے والی کتاب ہے۔ ہم جو حکم دیتے ہیں وہ نہایت وضاحت سے بیان کرتے ہیں، ہم نے اس کتاب میں کسی بات کو ادھورا نہیں چھوڑا وغیرہ'' (لیکن موصوف کو صلوٰۃ کی تفصیل نظر نہیں آتی)

''عزیزانِ محترم! نماز کو دین کی بنیاد قرار دیا جاتا ہے، یہ کیسا دین ہے اور یہ کیسی بنیاد ہے کہ اس کی ادنیٰ سی تفصیل بھی ہمیں قرآن میں نہیں ملتی؟ کہا گیا ہے ''ان الذی فرض علیکم القرآن (۲۸،۸۵)'' فرض صرف قرآن ہے ''بے شک جس (اس) نے تیرے لئے قرآن فرض کیا ہے''

اس کے علاوہ کسی اور سے مدد نہیں لینی، اب یہ تضاد کیسے دور کریں؟ قرآن پر عمل کس طرح کریں؟ آپ کہتے ہیں، صلوٰۃ دین کی بنیاد ہے، الصلوٰۃ کا ترجمہ آپ نے کر دیا نماز!

قرآن کریم نماز کے باب میں رہنمائی نہیں کرتا۔ رہنمائی کیسی مکمل خاموشی اختیار کرتا ہے، اوپر سے بار بار اور جگہ جگہ حکم دیا جاتا ہے کہ نماز قائم کرو ص ۱۰ ''صلوٰۃ قائم کرو''۔ اب اگر صلوٰۃ کی تفصیر و تعبیر قرآن میں نہ ملے تو خود رب کریم کی اپنی ذات مشکوک ہو جاتی ہے۔ بلکہ اللہ، رسول، قرآن تینوں مشکوک ٹھہرتے ہیں۔ بلکہ معاف کر دیجئے باطل ٹھہرتے ہیں۔ تینوں کا کذب واقع ہو جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ اللہ نے لایعنی نامکمل اور ادھورا حکم دیا اور عمل نہ کرنے پر ہماری گرفت بھی کرے گا۔ یہ بات عدل و انصاف کے خلاف ہے!! پھر یہ قرآن میں درج ہے اور اس اعتبار سے قرآن بھی لایعنی بات بتانے والی کتاب بن جاتی ہے۔ پھر یہ حکم اور کتاب جس نبی نے دنیا کے سامنے پیش کی وہ بھی صادق اور سیانا نہیں رہتا کہ بات سیانوں والی پیش نہیں کرتا۔

عزیزانِ محترم! اس کے بعد ایک ہی صورت باقی رہ جاتی ہے کہ یا تو یہ تسلیم کر لیجئے کہ اللہ، رسول اور قرآن تینوں معاذ اللہ باطل ہیں یا یہ مان لیجئے کہ صلوٰۃ کا مطلب نماز نہیں ہے۔''

نوٹ:۔ اللہ، رسول اور قرآن باطل نہیں ہیں اور الصلوٰۃ ہی نماز ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ آپ کا دماغی توازن بگڑ گیا ہے، اس کا علاج کراؤ ورنہ انجام خراب ہوگا اللہ رحم کرے۔

صفحہ ۱۱ ''آج الصلوٰۃ کو نماز کہا جاتا ہے اور نماز وحی کردہ یا نازل کردہ نہیں ہے، یہ تحفہ معراج ہے، معراج میں ملی تھی، وحی ہوتی تو قرآن میں ہوتی، اور تمام فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ اس کی تفصیل ''وحی خفی'' کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے رسول محترم کو بتائی۔ وحی خفی کو وحی غیر متلو بھی کہا جاتا ہے، یعنی ایسی وحی جس کی تلاوت نہیں کی جاتی، پیروی نہیں کی جا سکتی کیونکہ یہ وحی خفی ہے اور اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے کہ اس کی تلاوت کی جائے، اس کی خبر کسی کو ہو، اس کا علم کسی کو ہو۔

تو سوچنے کا مقام یہ ہے کہ اللہ جس بات کو خفی رکھنا چاہتا تھا اس کا رسول کیسا اطاعت گزار تھا کہ اس نے

اس بات کو عام کر دیا خفی نہ رکھا۔ آج وحی خفی کو امت مسلمہ کا بچہ بچہ جانتا ہے اور پڑھتا ہے۔ اب یہ وحی خفی کہاں ہے، وحی غیر متلو کہاں ہے؟ ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں میں رائج ہے، پڑھی جاتی ہے پڑھائی جاتی ہے اور دنیا کے ہر حصہ میں سمجھی جاتی ہے۔ بلکہ جو وحی خفی تھی آج وحی جلی بن چکی ہے۔ اور جو وحی جلی تھی وہ غیر متلو ہوگئی ہے، وہ وحی خفی بن گئی اور پوشیدہ ہوگئی۔"

اس کتابچہ کے صفحہ ۴ سے صفحہ ٦ تک جناب قاسم نوری صاحب کی کتاب "قرآنی صلوٰۃ" کے اقتباسات لکھے گئے جن سے یہی مترشح ہوتا ہے کہ مسجد والی صلوٰۃ کا ثبوت قرآن میں نہیں ملتا۔ نماز کا کوئی بھی حصہ قرآن میں نہیں ہے اور نہ ہی کوئی یہ ثابت کر سکتا ہے کہ نبیؐ نے کونسی نماز (صلوٰۃ) پڑھی ہے، اس لئے مسجد میں پڑھی جانے والی نماز باطل ہے۔ صلوٰۃ کا مطلب قرآن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آدمی اپنے فرائض منصبی ادا کرے۔ کم وبیش یہی عقیدہ جناب قمر الزماں صاحب (پاکستانی) کا بھی ہے انہوں نے بھی اپنی کتاب میں مسجد والی صلوٰۃ کا انکار کیا ہے۔ اس انکار سے کافی آدمیوں نے صلوٰۃ پنجگانہ کی پابندی سے اپنے کو الگ کر لیا ہے۔ اس عمل کا میں نے خود بھی مشاہدہ کیا میں کافی دیر تک ایسے آدمیوں کے ساتھ رہا لیکن ان آدمیوں کو میں نے نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا ہو سکتا ہے انہوں نے چھپ کر نماز پڑھ لی ہو۔ ۲۸/نومبر ۲۰۱۰ء کو میرے پاس دو آدمی اس عقیدے کے آئے اور انہوں نے مجھے بھی اپنے عقیدے کا پابند کرنا چاہا میں نے ان کو قرآن کی متعدد آیات سے قائل کرنا چاہا کہ قرآن میں صلوٰۃ مسجد کہ یہ تفصیل ہے مگر انہوں نے نہیں مانا اور اپنے عقیدے کو صحیح بتاتے رہے اور چلے گئے۔ ان میں سے ایک آدمی کافی دنوں سے مجھ سے ملتا رہا اور دھوکا دیتا رہا اس ملاقات میں اس کا عقیدہ سامنے آیا۔

یہ ہے اس جدید فرقے کا عقیدہ یعنی صلوٰۃ مسجد سے انکار، تاہم دوسرے مسلمان مسجد والی صلوٰۃ کا تو اقرار کرتے ہیں لیکن اس قول کے ساتھ کہ نماز کا قرآن میں صرف حکم ہے۔ اس لفظ کے ساتھ کہ اقم الصلوٰۃ، لیکن قرآن میں تفصیل نہیں ہے۔ تفصیل وحی خفی میں ہے، گویا صلوٰۃ وحی خفی سے ماخوذ ہے۔ کیا انہوں نے بھی قرآن کو نہیں دیکھا؟ قرآن میں نماز کی تفصیل ہے اور پڑھنے، قائم کرنے کا حکم بھی ہے، لیکن جو نماز رائج الوقت ہے اس کے زیادہ حصہ کا ثبوت قرآن میں نہیں ہے۔ قرآن میں وہ صلوٰۃ ہے جس کو اللہ نے بڑی تفصیل کے ساتھ نازل کیا ہے، جو اللہ کو مطلوب ہے، جس کو ادا کرنے پر اللہ کے انعامات ملتے ہیں نوازشیں ہوتی ہیں (درودین) ملتی ہیں حکومت ملتی ہے خوف دور ہو کر امن ملتا ہے (۲۴:۵۵) اور محمدؐ نے بھی وہی صلوٰۃ ادا کی۔ کیوں نہ کرتے۔ محمدؐ کی بعثت ہی اس غرض کے لئے تھی کہ آپ قرآن پر عمل کریں اور امت کو یہی قرآن بتائیں، اور صلوٰۃ کی تفصیل قرآن میں ہے۔ اس لئے قرآن سے انحراف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تاہم رائج الوقت صلوٰۃ قرآن سے مختلف ہے۔ اس لئے محمدؐ نے یہ صلوٰۃ نہیں پڑھی قرآنی صلوٰۃ پڑھی ہے۔ نبیؐ کو کیا حکم ہے، ملاحظہ ہو،

سورۃ الکہف ۱۸ آیت ۲۷۔ اور آپؐ اپنے رب کی کتاب جو آپؐ کے پاس بھیجی جاتی ہے اس کی پیروی کرو اور اس کو پڑھتے رہا کرو۔ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے (اور اگر مشرکوں کے کہنے سے کسی نے اس کو بدلنے کا ارادہ کیا تو) ہرگز اس کے سوا کہیں پناہ بھی نہیں پائے گا۔

سورۃ مائدہ ۵ آیت ٦٧۔ اے رسولؐ! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا جا رہا ہے وہ لوگوں تک پہنچادو۔ اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو اس کی رسالت کا حق ادا نہ کیا اللہ تم کو لوگوں کے شر سے بچانے والا ہے۔ یقین رکھو کہ اس کا قانون کافروں کو کامیابی کی راہ ہرگز نہ دکھائے گا۔

سورہ بقرہ ۲ آیت ۲۸۵۔ رسولؐ اس ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے۔ اور مومن بھی جو رسول کے ماننے والے ہیں، انہوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کر لیا ہے۔ یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اسکے رسولوں کو مانتے ہیں، اور ان کا قول یہ ہے کہ ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے یعنی فرق نہیں کرتے ہم نے سنا اور اطاعت کی مالک ہم تجھ سے خطا بخشی کے طالب ہیں، اور دنیا اور آخرت میں تیرے قانون کی طرف کو لوٹ کر جانا ہے۔

سورہ آل عمران ۳ آیت ۷۹۔ کسی بشر کے لئے یہ لائق نہیں کہ اللہ اسے کتاب اور حکم (قانون) ونبوت عطا کرے پھر وہ لوگوں کو یہ کہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ (یعنی میرا حکم مانو) بلکہ اس کے لئے لائق ہے کہ وہ یہ کہے کہ لوگو! رب والے بنو، اس لئے کہ تم اللہ کی کتاب کا علم حاصل کرتے ہو اور اسی کتاب کا درس دیتے ہو۔

سورہ انعام ٦ آیت ۵۰۔ کہہ دو کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو صرف اس حکم پر چلتا ہوں جو مجھ پر اللہ کی طرف سے آتا ہے، کہہ دو بھلا اندھا اور آنکھ والا برابر ہو سکتا ہے؟ تو پھر غور نہیں کرتے۔

آیت ۱۰٦۔ تمہارے رب کی طرف سے تم پر جو احکام نازل کئے جاتے ہیں ان کی پیروی کرو کون کہتا ہے اللہ نہیں ہے۔ یقیناً وہ ہے! اور مشرکوں سے کنارہ کر لو۔

سورہ الاعراف ۷ آیت ۲۔ یہ کتاب جو تم پر نازل ہو رہی ہے اس سے تمہارے دل میں کوئی جھجک نہ ہو (یہ نازل) اس لئے ہوئی ہے کہ تم اس کے ذریعہ سے (لوگوں کو) ڈرسناؤ اور یہ ایمان والوں کے لئے نصیحت ہے۔

آیت ۳۔ لوگو! جو کتاب تمہارے لئے تمہارے رب کے یہاں سے نازل ہوئی ہے اس کی پیروی کرو، اور اس کے سوا اور رفیقوں کی پیروی نہ کرو، مگر تم کم ہی نصیحت قبول کرتے ہو۔

آیت ۲۰۳۔۔۔۔۔ کہہ دو میں تو اس حکم کی پیروی کرتا ہوں جو میرے رب کی طرف سے میرے پاس آتا

ہے۔

سورۃ یونس ۱۰ آیت ۱۰۹۔ اور (اے رسول) تمہیں وحی کے ذریعہ جو حکم دیا جارہا ہے اس کی پیروی کرو اور تکلیفوں کا ہمت کے ساتھ مقابلہ کرو۔

محمدؐ پر کیا نازل ہوا؟

سورۃ الانعام ۶ آیت ۱۹۔ پوچھو کونسی چیز بڑی یعنی اہم ہے شہادت کے لحاظ سے؟ کہہ کہ اللہ گواہ ہے میرے اور تمہارے درمیان اور میری طرف یہ قرآن (ھذ القرآن) وحی کیا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ میں تمہیں اور جس شخص تک یہ پہنچ سکے، آگاہ کردوں۔۔۔۔

سورہ قصص ۲۸ آیت ۵۸۔ ان الذی فرض علیك القرآن ۔ بے شک جس نے آپؐ پر قرآن فرض کیا ہے۔۔۔۔

آیات بالا سے یہ وضاحت ہوگئی کہ محمدؐ وحی الٰہی کی پیروی کرتے تھے اور محمدؐ پر یہ قرآن ہی وحی کے ذریعہ نازل ہوا، اس لئے یہ قرآن ہی وحی ہے اور اس کی پیروی ہی محمدؐ اور امت محمدؐ پر فرض ہے۔ اگر اس کے خلاف محمدؐ عمل کرتے تو اس کے لئے کیا ہے دیکھا جائے۔

سورہ الحاقہ ۶۹ آیت ۴۴۔ اگر یہ (رسولؐ) ہمارے بارے میں اپنی طرف سے کوئی بات گھڑ کر لاتا۔۔۔۔

آیت ۴۵۔ تو ہم اس کو داہنے ہاتھ یعنی پوری قوت سے پکڑ لیتے۔۔۔۔

آیت ۴۶۔ پھر اس کی شہ رگ کاٹ ڈالتے۔۔۔۔

آیت ۴۷۔ پھر تم میں سے کوئی ہمیں اس کام سے روکنے والا نہ ہوتا۔۔۔۔

آیت ۴۸۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے۔

یہ رہا محمدؐ کے لئے اللہ کا حکم! اگر محمدؐ قرآن کی خلاف ورزی کرتے تو ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا، اس لئے محمدؐ نے قرآن میں درج احکام کی پیروی کی ہر امر اور ہر مقام پر اور اس کو اپنے عمل اور زبان سے بتایا۔ اس لئے ہمارا یہ پختہ یقین ہونا چاہئے کہ قرآن میں صلوٰۃ کی جو تفصیل درج ہے محمدؐ نے اس کے مطابق ہی نماز ادا کی اور بتایا، اور جو بات قرآن میں درج نہیں ہے اور اس کا کرنا ضروری سمجھا تھا، اس کو محمدؐ نے حکم الٰہی کے مطابق شوریٰ میں طے کیا۔ جیسے قرآن میں اذان کا ذکر تو ہے جس کو اللہ کا حکم ہی مانا جائے گا لیکن الفاظ نہیں ملتے (حالانکہ الفاظ بھی اشارتاً ہیں لیکن غور کرنا پڑے گا)۔ اس لئے اذان کے الفاظ کو قرآن کی روشنی میں شوریٰ میں طے کیا گیا اور وہ رائج ہیں۔

تاہم قرآن میں درج احکام کے خلاف شوریٰ میں بھی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ شوریٰ میں وہ معاملے زیر غور آئیں گے جن کو اللہ نے قرآن میں نازل نہیں کیا اس وجہ سے کہ وہ ایسے مسائل ہوں گے جو وقت کے ساتھ تبدیل

ہوتے رہیں گے اور ان کے بدلاؤ سے قرآنی احکام پر کوئی غلط اثر نہیں پڑے گا۔ یہ ہے حقیقت اور امت کو بھی یہی طریقہ اختیار کرنا ہے جو سنت رسول ہے۔

قرآن میں صلوٰۃ کی جو تفصیل درج ہے، جس پر محمدؐ نے عمل کیا وہ لکھی جائے گی۔ جس تفصیل کا انکار کیا جارہا ہے۔ اللہ رحم کرے، ہر مکتبہ فکر والے اس لکھے کو غور سے دیکھیں اور پھر قرآن سے ملالیں اگر قرآن میں یہ تفصیل درج ہو تو اپنی صلوٰۃ کو اس کے مطابق کرلیں اور ضد کو چھوڑ دیں۔ اگر یہ لکھا قرآن سے نہیں ملے اور غلط ہو تو میری بھی غلط فہمی کو دور کردیں۔ اگر اپنی ضد پر ہی قائم رہتے ہوئے رائج عمل پر ہی جمے رہے تو اس کے لئے قرآن میں یہ کہا گیا ہے کہ ان کے دلوں پر ان کے گناہوں کی وجہ سے تالے لگ گئے ہیں، وہ حقیقت کو تسلیم نہیں کررہے ہیں یہی حکم صادق آتا ہے۔

صلوٰۃ القرآن کی تفصیل لکھنے سے پہلے تھوڑی اور گفتگو کرلی جائے جو قابل غور اور قابل فہم ہے۔ سورۃ آل عمران ۳ آیت ۱۳۹۔ ولا تھنوولا تحز نو او انتم الاعلون ۔لفظ ''تھنو'' قابل غور ہے، اس لفظ پر ہم غور نہیں کرتے اس کے معنی بہت ہی وسیع ہیں۔ یعنی کسی قسم کی بھی کمزوری نہیں ہونی چاہئے۔ نہ جسمانی کمزوری اس میں مادی اسباب بھی شامل ہیں اور نہ ہی عقل وفکر اور علم وبصیرت کی کمزوری، کیوں کہ قرآن نے
قیادت کے لئے جسمانی، علمی، عقلی اور بصیرت کی صلاحیتوں کو ضروری قرار دیا ہے۔ جیسے سورۃ بقرہ ۲ آیت ۲۴۷ میں تالوت کو بادشاہ مقرر کرنے میں حقیقت سامنے آتی ہے۔ اور نہ ہی سیرت اور کردار میں کسی قسم کی کمزوری ہو۔ اس طرح، ایمان کا تقاضہ یہ ہوگا کہ انتم الاعلون۔ تم سب سے بلند ہو جاؤ گے۔ اس وضاحت کے بعد عربی عبارت کا مفہوم درج ذیل ہے،

اور ایمان کے دعوے داروں! ہر کام کو اس کے وقت پر کیا کرو (قانون الٰہی کے مطابق اس میں) اور نہ تم سستی اور نہ کسی کام میں غفلت کرنا، اور نہ (ان سستی اور غفلت کے بدلے، اگر کبھی ہو جائے) اس کا غم نہ کھایا کرو، تم ہی غالب رہو گے۔ یاد رکھو جب تم کو فتح وکامرانی سے سامان زیست کی فراوانی حاصل ہو تو اس سے تمہارے اندر سستی اور کسلمندی پیدا نہ ہو جائے اور اتفاقاً کبھی ایسا ہو جائے تو غم زدہ نہ ہو جاؤ بلکہ پھر ہمت سے اٹھو، جدوجہد کرو، کیونکہ مومن کا کام اللہ کی راہ میں جدوجہد کرنا ہے۔

یہ آیت کا مفہوم یعنی مسلم غالب رہے گا۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ مگر آج مسلم قوم کہیں کسی جگہ بھی غالب نہیں۔ میں نے خشکی میں تلاش کیا، اجالے میں دیکھا، اندھیرے میں روشنی کرکے دیکھا ہر جگہ ناکامی ہاتھ لگی پھر سمندر میں جال ڈال کر تلاش کیا، کچھ نہ ملا، ریگستان میں بھی چھلنی سے چھان کر دیکھا مگر ناکامی، آخر ایسا کیوں؟ کیا اللہ کا وعدہ جھوٹا ہے ؟ ہر گز نہیں، اللہ کا وعدہ جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ اس وعدہ کو سچا ہوتے ہوئے دنیا نے دیکھا اور آج بھی ہوسکتا ہے۔ مگر وعدہ

شرط کے ساتھ ہے یعنی ''ان کنتم مومنین'' اگر تم مومن ہو۔حقیقت سامنے یہ آئی کہ یہ وعدہ مومن کے ساتھ ہے مومن کب ہوتا ہے مومن اس وقت ہوتا ہے جب اللہ کا ہر حکم بلا چوں چرا کے مان لیا جائے تب غلبہ ملے گا حکومت ملے گی۔اور اللہ کا حکم قرآن میں درج ہے۔لیکن آج قوم نے قرآن میں درج احکام کو پس پشت ڈال دیا ہے۔اس لئے غالب نہیں مغلوب ہے۔ہاں قرآن کو ضرور سر پر اٹھا رکھا ہے،اور ہر عالم یا کم پڑھا لکھا بھی جب بات کرتا ہے تو وہ یہی کہتا ہے کہ بھائیو! قرآن وسنت پر عمل کرو یہی ہمارے لئے ضروری ہے۔اتنا کہہ دینے پر ہی وہ تقریر کرنے والا واعظ فرض کر لیتا ہے کہ میں نے قرآن پر مکمل عمل کر لیا ہے،اللہ میری مدد ضرور کرے گا مگر مدد نہیں ہو رہی۔ہر آنے والی گھڑی میں مسلمانوں کی حالت خراب ہوتی جا رہی ہے۔اس خراب حالت سے بچنے کے لئے اللہ کیا کہتا ہے جس سے غالب ہوں پیش خدمت ہے۔

سورۃ الزّمر ۳۹ آیت ۵۵۔اس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تم کو خبر بھی نہ ہو،اس نہایت اچھی کتاب کی جو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لئے نازل ہوئی ہے،پیروی کرو۔

آیت ۵۶۔کہ (اس وقت) کوئی نفس کہنے لگے کہ اس کوتاہی پر افسوس ہے جو میں نے اللہ کے قانون کی پیروی کے بارے میں کی اور میں تو ہنسی ہی کرتا رہا۔

اس تحریر یا کتابچہ سے میں یہی ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا عمل قرآن پر کتنا ہے؟ اللہ میری مدد کرے۔

قرآن کی متعدد آیات میں نماز قائم کرنے کا حکم ہے (اقیمو الصلوٰۃ) اس حکم کو پورا کرنے والا ضرور فائدے میں رہتا ہے اور غالب ہی رہے گا جیسا اللہ کا وعدہ ہے۔اب دیکھا جائے قرآن میں صلوٰۃ کی تفصیل اور طریقہ کیا ہے؟ اور لفظ صلوٰۃ کن کن معنیٰ میں مستعمل ہے۔قرآن میں جو تفصیل درج ہے اس کے خلاف پڑھنے اور سننے میں یہ آتا ہے کہ قرآن میں صلوٰۃ کا طریقہ اور تفصیل نہیں ہے صرف حکم ہے،طریقہ اور تفصیل احادیث میں یعنی سنت رسول میں ہے۔جو دعویٰ پیش کیا گیا ہے تفصیل کے بارے میں اس کو قرآن سے معلوم کر لیا جائے۔قرآن میں صلوٰۃ کی تفصیل ہے یا نہیں۔صلوٰۃ (نماز) انسان کے لئے کیوں ضروری ہے اس لئے کہ یہ اللہ کا حکم ہے (اقیمو الصلوٰۃ) اور حکم کی تعمیل تب ہی ہو سکتی ہے جب اس حکم کے بارے میں مفصل بیان ہو،وضاحت ہو نامکمل بیان سے تعمیل نہیں ہو سکتی۔

سورۃ الانعام ۶ آیت ۱۱۴۔کیا میں اللہ کو چھوڑ کر کوئی اور منصف تلاش کروں حالانکہ اس نے اپنی کتاب پوری تفصیل کے ساتھ تمہاری طرف نازل کر دی۔۔۔۔

آیت ۱۵۴۔پھر ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی تھی تا کہ ان لوگوں پر جو نیک ہیں نعمت پوری کر دیں اور ہر چیز کا بیان ہے اور ہدایت اور رحمت تا کہ لوگ اپنے رب کے روبرو حاضر ہونے کا یقین کریں۔

سورۃ الاعراف ۷ آیت ۱۷۴۔اور اسی طرح ہم اپنی آیتوں کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں تا کہ وہ لوگ سمجھیں اور فرمانبرداری کریں۔

سورۃ یوسف ۱۲ آیت ۱۱۱۔ان کے قصے میں عقلمندوں کے لئے عبرت ہے یہ (قرآن) ایسی بات نہیں ہے جو بنائی گئی ہو۔بلکہ جو (کتابیں) اس سے پہلے ہیں حفاظت کے درمیان ان کی تصدیق کرنے والا ہے،اور ہر ضروری چیز کی تفصیل کرنے والا اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

سورۃ الحجر ۱۵ آیت ۱۔اے محمدؐ یہ وہ آیتیں ہیں اس اللہ کی کتاب کی جو قرآن روشن ہے۔

یہ ہے تفصیل کے بارے میں قرآن کا بیان یعنی اللہ نے اس قرآن میں ہر اس چیز کی تفصیل بیان کر دی ہے جس کی تعمیل کرانا ضروری ہے،اور اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کر دی ہیں جس سے انسانوں کو کوئی دھوکا نہ رہے۔جب ایسا ہے تو صلوٰۃ (نماز) کی تفصیل قرآن میں کیوں نہیں؟ تفصیل ہے یا نہیں یہ تو بعد میں دیکھا جائے گا پہلے یہ دیکھیں کہ نماز کی ضرورت انسان کے لئے کیوں ہے؟

سورۃ العنکبوت ۲۹ آیت ۴۵۔(اے محمدؐ) تلاوت اور پیروی کرو اس وحی کی جو تمہاری طرف الکتاب سے بھیجی گئی ہے،اور نماز قائم (اقیمو الصلوٰۃ) کرو یقیناً نماز (صلوٰۃ) اللہ کا ذکر ہے،بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے،اور یقیناً اللہ کا ذکر نماز بڑی چیز ہے۔اللہ جانتا ہے کہ جو کچھ تم کرتے ہو۔یہ ہے صلوٰۃ کا کام یعنی انسان کو بے حیائی اور برے کاموں سے روک کر نیک بناتی ہے۔مگر یہ تب ہو گا جب انسان اللہ کی بتائی ہوئی صلوٰۃ ادا کرے۔

مسجد والی صلوٰۃ کا مقام انسانی زندگی میں کیا ہے؟ غور و فکر کے لئے پیش ہے۔جس طرح انسانی زندگی کو قائم رکھنے اور توانائی حاصل کرنے کے لئے کھانا پانی ضروری ہے اگر کھانا نہ کھایا جائے گا تو زندگی ختم ہو جائے گی یا جیسے موبائل کو اگر ریچارج نہ کیا جائے تو کام نہیں کرے گا۔ریچارج کرنے پر ہی موبائل کام کرتا ہے۔ایسے ہی مسجد والی صلوٰۃ آدمی کو ریچارج کرتی ہے تحریک دیتی ہے کہ نیک کام کرو فرض منصبی پورا کرو جیسا صلوٰۃ چاہتی ہے اگر صحیح عمل کیا تو ریچارج ہوا اگر غلط کیا تو نماز میں نشے کی حالت میں تھا یعنی صلوٰۃ سے بے خبر تھا،اگر خبردار ہوتا تو مسجد سے باہر آکر غلط کام نہ کرتا،مگر آدمی مسجد سے باہر آکر شریعت سے آزاد ہو جاتا ہے اور من مانی کرتا ہے جو اللہ کے حکم کے خلاف ہے۔

پہلے یہ دیکھا جائے کہ رائج الوقت نماز قرآن سے کتنی مطابقت کرتی ہے؟ اور نبیؐ کا فرمان کیا ہے؟ بخاری شریف میں حدیث ہے آپؐ نے ارشاد فرمایا:۔

''صَلُّوْ اکَمارَ اَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ'' ۔یعنی نماز ایسے پڑھو جیسے مجھے پڑھتے دیکھا ہے۔قابل غور امر یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے فرمان کے مطابق ہماری نماز کس حد تک ملتی ہے۔

وضو،اذان اورتکبیر کے بعد نماز رائج الوقت میں کیا پڑھا جاتا ہے ملاحظہ ہو اور اس پر حدیث رسول اور قرآن کی روشنی میں ہم خود ہی غور کرلیں۔

(۱) ثنا یعنی سبحان۔سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك و تعالیٰ جد ك و لا اله غيرك ۔اے اللہ ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں تو پاک ہے اور تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان اونچی ہے اور تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں (ترمذی ابن خزیمہ)

(۲)اللهم باعد بيني و بين خطا يائى كما باعدت بين المشرق و المغرب اللهم نقني من الخطا يا كما ينقى الثوب الابيض من الدنس اللهم اغسل خطا يائى بالماء و الثلج و البرد (بخاری ومسلم) ترجمہ:-اے اللہ میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری ڈال جیسے تو نے مشرق ومغرب کے درمیان دوری کی ہے اے اللہ مجھے گناہوں سے صاف کر جیسا کہ سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے۔اے اللہ میرے گناہ برف اوراولے کے ساتھ دھودے۔

یہ رہے دوسبحان ان کا قرآن میں کہیں وجودنہیں ہے۔اور کیا برف اور اولے سے کپڑے کی طرح گناہ دھلتے ہیں۔کپڑے پانی سے دھلتے ہیں برف اوراولے سے نہیں جب برف اوراولا پانی ہوجاتے ہیں۔اس وقت ان کو پانی کہا جائے گا،برف اوراولا نہیں۔کیا محمدؐ کو اتنا بھی علم نہ تھا؟(نعوذ) کہ کپڑے پانی سے دھلتے ہیں گناہ پانی سے نہیں ،غور کرتے چلیں۔

ثنا کے بعد الحمد پڑھا جاتا ہے،اورالحمد کے بعد قرآن ۔قرآن سے ثابت ہے۔لیکن کیسے پڑھا جاتا ہے،وہ ہر آدمی جانتا ہے۔اس کے بعد رکوع اور سجدہ کیا جاتا ہے۔سجدہ اور رکوع کی تسبیح بھی مختلف ہیں۔سجدے کے بعد تشہد پڑھا جاتا ہے۔تشہد:-التحيات لله و الصلوة و الطيبات السلام عليك ايها النبى و رحمة الله و براكاتهٗ السلام علينا و علىٰ عباد الله الصٰلحين،الشهد ان لا اله ا لا الله و الشهد ان محمد اً عبدهٗ و رسولهٗ ۔(بخاری ومسلم) ترجمہ:۔زبان بدن و مال کی ساری عبادتیں اللہ کے لئے ہیں۔اے نبیؐ آپ پر سلام اوراللہ کی رحمت وبرکت ہو،اورسلامتی ہو ہم پر،اوراللہ کے تمام نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے نبدے اور رسول ہیں۔

بخاری ومسلم میں اور بھی کئی تشہد درج ہیں،جن کی تعداد دس سے زیادہ ہے۔یہ تشہد قرآن میں درج نہیں ہیں۔حدیث کے مطابق کہا جاتا ہے کہ جس طرح نبیؐ نے نماز پڑھی اسی طرح ہم بھی پڑھتے ہیں۔گویا نبیؐ نے یہی تشہد اور درود پڑھا۔اگر یہی پڑھا تو کئی اورسوال پیدا ہوتے ہیں، جو ذیل میں درج ہیں،اگران سوالوں سے بچنے کے لئے

یہ کہا جائے کہ نبیؐ نے یہ نہیں پڑھا تو بتایا جائے کہ نبیؐ نے کونسا تشہد اور درود شریف پڑھا تھا۔جو نبیؐ نے پڑھا وہی امت کو بھی پڑھنا چاہئے۔

سوال نمبر۱۔السلام عليك ايها النبى و رحمة الله و بركاتهٗ ۔اس کا مطلب ہے،اے نبیؐ آپ پر سلام ہو اوراللہ کی رحمت اور سلامتی ہو۔عربی عبارت میں ضمیر''ك'' حاضر مذکر ہے اور یہ ضمیر جب بولی جاتی ہے، جب جس سے بات کی جارہی ہے وہ حاضر ہو سامنے۔اس لئے اس ضمیر کے استعمال سے یہ ظاہر ہورہا ہے کہ نبیؐ حاضر ہیں۔اور ایک جگہ ہی نہیں بلکہ ہر اس شخص کے سامنے موجود ہیں جو اس ضمیر سے رحمت وسلام کررہا ہو۔

سوال نمبر۲۔جو تشہد امت پڑھ رہی ہے وہی محمدؐ نے پڑھا تھا تو محمدؐ نے کس نبیؐ کو اس ضمیر سے سلام کیا جو ان کے سامنے حاضر تھا؟

سوال نمبر۳۔جب یہی عبارت یعنی''السلام عليك يا رسول الله '' کھڑے ہوکر بریلوی حضرات نبیؐ پر سلام بھیجتے ہیں تو دوسرے مسلمان ان پر اعتراض کرتے ہیں کہ نبیؐ حاضر نہیں ہیں۔پھر اس طرح اس ضمیر سے سلام کیوں بھیجتے ہیں ؟ یہ گناہ ہے۔جب کہ دوسرے حضرات اسی ضمیر سے بیٹھ کر سلام بھیجتے ہیں،فرق کیا ہوا۔صرف کھڑے اور بیٹھے کا۔اگر بریلوی حضرات غلطی پر ہیں تو دوسرے حضرات بھی غلطی پر ہیں۔

سوال نمبر۴۔تشہد میں ہے''و الشهد ان محمداً عبدهٗ و رسولهٗ ''اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ محمدؐ نے کس محمدؐ کی گواہی دی تھی کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں؟

سوال نمبر۵۔درود شریف کا سوال ہے جو درج ہے۔اللهم صل علی محمدٍ و علی اٰل محمدٍ كما صليت علىٰ ابراهيم و علىٰ اٰل ابراهيم انك حميدٌ مجيد

اللهم بارك على محمدٍ و على اٰل محمدٍ كما باركت علىٰ ابراهيم و علىٰ اٰل ابراهيم انك حميدٌ مجيد (بخاری ومسلم) ترجمہ:۔اے اللہ! حضرت محمدؐ پر اور آپؐ کی آل پر رحمت بھیج جس طرح تو نے رحمت بھیجی ابراہیم اوران کی آل پر،حمد اور بزرگی تیرے ہی لئے ہے۔اے اللہ! حضرت محمدؐ پر اور آپؐ کی آل پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے برکت نازل کی ابراہیم اوران کی آل پر،حمد اور بزرگی تیرے ہی لئے ہے۔

درود لفظ قرآن میں کہیں نہیں ہے تاہم درود پڑھنے کا حکم سورۃ احزاب کی ایک آیت سے ثابت کیا جاتا ہے۔لیکن آیت میں کہیں آل کا لفظ نہیں آیا پھر یہ اضافہ کیوں؟ دوسری بات یہ ہے کہ اس آیت کا مطلب بھی یہ نہیں ہے۔(صحیح مطلب آگے تحریر کیا جائے گا)

سوال نمبر۶۔عربی عبارت کا مطلب ہے کہ''اللہ! جیسی رحمت اور برکت ابراہیم اور آل ابراہیم پر نازل کیں تھیں ایسی ہی رحمت اور برکت محمدؐ اور آل محمدؐ پر نازل کر'' گویا جو برکتیں اور رحمتیں ابراہیم اور آل ابراہیم پر نازل کی تھیں وہ ابھی تک

محمدؐ اور آل محمدؐ پر نازل نہیں کیں۔امت دعاء کر رہی ہے۔اور قیامت تک کرتی رہے گی۔اللہ قبول کرتا ہے یا نہیں یہ اس کی مرضی ہے۔مگر یہ ثابت ہوا کہ ابھی تک وہ برکتیں اور رحمتیں محمدؐ اور آل محمدؐ پر نازل نہیں ہوئیں؟

سوال نمبر ۷۔کیا محمدؐ نے بھی یہی درود پڑھا تھا؟ ظاہر بات تو یہی ہے کہ یہی پڑھا تھا۔اسی لئے تو امت محمدؐ کی پیروی میں سنت سمجھ کر پڑھ رہی ہے۔کیونکہ نبیؐ کا عمل ہی امت کے لئے سنت ہے۔تو پھر یہ بتانا چاہئے کہ محمدؐ نے کس محمدؐ اور آل محمدؐ کے لئے اللہ سے دعاء کی تھی؟ اگر اپنے لئے دعاء کی تھی عبارت میں ضمیر دوسری یعنی متکلم کی ہونی تھی یعنی ''مجھ پر اور میری آل پر''۔آگے بڑھنے سے پہلے اس آیت پر بھی نظر ڈال لینی چاہئے جس سے درود کا جواز ثابت کیا جا رہا ہے۔آیت پیش ہے،

سورۃ احزاب ۳۳ آیت ۵۶۔اِنّ الله و ملٰئِكتهٗ يصلون على النبى يآ يها الذين آمنو اصلّو ا عليه و سلّمو ا تسليماً ۔ترجمہ۔اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبیؐ پر رحمت بھیجتے ہیں۔اے ایمان والوں! تم (بھی) ان پر درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہا کرو (مولانا جونا گڑھی)۔یہی ترجمہ سب عالموں کا ہے۔

ترجمہ میں ہے کہ اللہ اور اللہ کے فرشتے نبیؐ پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی درود اور سلام بھجو۔اللہ بندوں کو حکم دے رہا ہے کہ تم درود بھیجو اور سلام پڑھو۔تو اس حکم کو مانتے ہوئے بندوں پر یہ فرض ہو جاتا ہے کہ اپنی طرف سے نبیؐ کے لئے کوئی تحفہ روانا کرنا چاہئے۔مگر اپنی طرف سے تحفہ روانا نہ کرتے ہوئے اللہ ہی سے کہتے ہیں کہ تو بھیج۔دوسری بات یہ کہ بندے تسبیح کے دانوں پر درود پڑھ رہے ہیں کیا اللہ اور اس کے فرشتے بھی اسی طرح تسبیح کے دانوں پر درود پڑھ رہے ہیں۔اور دن میں کتنی کتنی تسبیح ہزارہ یا لکھی؟ آیت میں کوئی لفظ آل کا نہیں ہے۔پھر آل کا لفظ درود میں کیسے آیا؟ آگے بڑھنے سے پہلے آیت ۵۶ کے مفہوم پر غور کیا جائے۔کیا آیت کے لفظ اس ترجمہ کی اجازت دے رہے ہیں، جو مروج ہے؟ آیت میں لفظ تسلیما ہے جس کا ترجمہ کیا ہے کہ سلام بھی بھیجتے رہو۔اب اس لفظ کا مطلب تصریف آیات سے دیکھا جائے۔

سورۃ نساء ۴ آیت ۶۵۔فلا و ربك لايو منون حتىٰ يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا تجدو افى انفسهم حر جاً مما قضيت و يسلمو تسليما ۔ترجمہ:۔سو قسم ہے تیرے پروردگار کی یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلہ آپؐ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں، اور فرمابرداری کے ساتھ قبول (تسلیم) کر لیں۔

تسلیماً کا مطلب کھل کر سامنے آیا کہ اس کا مطلب ایسی جگہ قبول کرنا ہے۔لفظ صلو کا مطلب بھی قرآن سے لیا جائے۔

سورۃ بقرہ ۲ آیت ۱۵۷۔ اُولٓـئك عليهم صلوٰة من ربهم و رحمة و اولئك هم المهتدون ۔ ترجمہ:۔ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔(محمد جونا گڑھی) اور سب علماء کا ترجمہ اس آیت کا یہی نوازشیں اور رحمتیں ہے۔

ان سے لوگوں کو کیا فائدہ ہوا وہ یہ کہ دنیا میں ہدایت ملی اور آخرت میں جنت ملی۔تو ظاہر ہوا درود کوئی ایسی چیز ہے جس سے لوگوں کو ہدایت اور جنت ملے، دوسری آیت ملاحظہ ہو،

سورۃ احزاب ۳۳ آیت ۴۳:۔هو الذى يصلى عليكم و ملئكة ليخر جكم من الظلمٰت الى النور و كان بالمومنين رحيما ۔ترجمہ:۔وہی ہے جو تم پر اپنی رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے (تمہارے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں) تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف لے جائے اور اللہ تعالیٰ مومنوں پر بہت ہی مہربان ہے۔

اس آیت میں بھی یصلی کا مطلب یہ آتا ہے کہ اللہ اپنے بندوں کو اپنی رحمت سے اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے یعنی ہدایت پر اور وہی ہدایت درود ہے۔اس روشنی میں آیت ۵۶ کا مفہوم لکھا جا رہا ہے جو حقیقت ہے۔حقیقت یہ ہے کہ اللہ نبی کی مدد کرتا ہے اور رحمت بھیجتا ہے یعنی وحی اور فرشتے بھی نبی کی مدد کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ نبی کی مدد کر اور رحمت اور نوازشیں کر۔اس لئے اے ایمان والو! تم بھی اپنا فرض ادا کرتے ہوئے نبی پر سلام بھیجو اور اللہ سے دعا کرو کہ اے اللہ نبی پر رحمت نازل کر اور اے ایمان والو! اس کے لائے ہوئے دین کو تسلیم کرو اور اس کی ترقی کیلئے جدوجہد کرو جیسی کرنی ہے یہ ہے صلوۃ، یعنی دعا کرتے ہوئے اپنا فرض منصبی پورا کرو۔

دنیا میں جتنی مخلوق ہیں چاہے وہ جاندار ہیں یا بے جان اللہ نے سب کی صلوٰۃ مقرر کی ہے، یعنی ان کا جو فرض منصبی ہے وہ ان کی صلوٰۃ ہے۔اللہ کی صلوٰۃ بھی یہی ہے کہ وہ نبی پر رحمت بھیجتا ہے، یعنی وحی الٰہی جس سے انسان اندھیروں سے نکل کر روشنی میں آئیں اور اللہ نبی کی مدد بھی کرتا ہے، اور انسانوں کی مدد بھی کرتا ہے، فرشتے بھی مدد اور دعا کرتے ہیں تو ظاہر ہوا کہ آیت میں صلو کا مطلب وہ نہیں جو بتا رکھا ہے۔

بات بالکل صاف ہے یعنی اللہ اور فرشتوں کے لئے جو لفظ صلو ہے وہ مومنوں کے لئے بھی ہے یعنی مدد، رحمت،، وحی اور دعائے خیر، لیکن خاص طور سے جو لفظ دوسرے حصہ میں ہے تسلیماً اس کا واسطہ اللہ اور فرشتوں سے نہیں ہے بلکہ صرف اور صرف مومنوں سے ہے یعنی محمدؐ کے دین کو عملاً تسلیم کرنا بغیر کسی چوں چراں کے اور قرآن کی تعلیم جاری کرنا اس کے جاری کرنے میں پوری جدوجہد کرنا آپؐ کی تائید اور مدد کرنا۔یہی ہے مومنوں کی عملی تسلیم جو صرف سلام سے پوری نہیں ہو سکتی، میں عرض کر رہا ہوں کہ آیت کے دوسرے حصہ میں مومنوں کو نبی پر صلوۃ کا حکم بقید عملی تسلیم

ضابطہ الٰہی دیا گیا ہے۔لیکن پہلے حصہ میں کوئی قید موجود نہیں ہے۔بس یہی فرق ہے نبی پر ملائکہ اور اللہ کی صلوٰۃ میں اور مومنوں کی صلوٰۃ میں۔اللہ نبی کی مدد کرتا ہے اس کی حفاظت کرتا ہے اور اپنی رحمت یعنی وحی بھیجتا ہے،جو روشنی ہے اس روشنی سے بندے اندھیرے سے اجالے میں آتے ہیں فرشتوں کی صلوٰۃ نبی پر یہ ہے کہ فرشتے نبی کی مدد کرتے ہیں ہر خطرے سے بچاتے ہیں اور دعائے خیر کرتے ہیں کہ اللہ نبی کے دین کو ترقی دے اور سلام بھی بھیجتے ہیں۔اور مومنوں کو بھی حکم ہے کہ نبی کی مدد کرو اور سلام بھیجنا بھی لازم ہے اور دین کے فیصلوں کو تسلیم کرنا اور دین کی مدد کرنا،رسول کے لگائے ہوئے باغ کی حفاظت کرنا۔جیسا کہ اللہ نے آنے والی قوموں پر فرض کر دیا ہے کہ وہ جملہ انبیاء کرام پر سلام بھیجا کریں،سلام علی المرسلین۔یہ ہے آیت کا مطلب۔لیکن اپنا عقیدہ منوانے کے لئے اس کا مطلب ہی بدل دیا اور نبی پر الزام لگا دیا۔

ان سب باتوں کو دیکھتے ہوئے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اضافہ محمدؐ کی طرف سے نہیں ہے ان کا عمل کچھ اور تھا۔کیا تھا؟اس کو امت بتانے سے کیوں مجبور ہے اس کا جواب امت کو دینا ہے۔

درود کے بعد کی بھی تین دعائیں ہیں وہ بھی قرآن میں نہیں ہیں جن کو ہر نمازی پڑھتا ہے ان کو بھی بخاری،مسلم،احمد اور حاکم سے بتایا گیا ہے،بعد کی دعا ملاحظہ ہو:۔

اللّٰھم انی ظلمت نفسی ظلماً کثیراً و لا یغفر والذنوب الا انت فاغفرلی مغفرۃ من عندك و الرحمنی انك انت الغفور الرحیم۔ترجمہ:۔اے اللہ،میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے،اور تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا۔پس تو مجھے اپنی طرف سے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما دے،بے شک تو ہی بخشنے والا نہایت رحم والا ہے(بخاری مسلم)۔

اس دعا کے علاوہ دو دعائیں اور بھی ہیں ان کو بھی پڑھا جاتا ہے۔

اتنا لکھنے کے بعد اب میں اصل مقصد پر آ رہا ہوں یعنی صلوٰۃ فی القرآن کو لکھنا ہے اس میں جو قرآنی دعائیں لکھنی ہیں ان کا ترجمہ دیکھنا۔کیا وہ اس مقصد کو پورا نہیں کر رہیں یقیناً کر رہی ہیں،جب مقصد پورا ہو رہا ہے تو ان کو چھوڑ کر غیر قرآنی دعائیں کیوں؟

ان باتوں سے ثابت ہوا کہ رائج الوقت نماز میں بہت باتیں قرآن کے خلاف ہیں امت کی نماز قرآن کے مطابق ہونی چاہئے۔وہ نماز جو رسول نے پڑھی ہے،اور وہ قرآن میں درج ہے۔جو درج ہے اس کو لکھا جا رہا ہے، ان نیک آدمیوں کے لئے جن کے سامنے جب حق آ جاتا ہے تو وہ اس کو تسلیم کر لیتے ہیں بغیر کسی رکاوٹ کے اور یہی صحیح معنیٰ میں تسلیماً اور درست راہ ہے۔نبی کا فرمان ہے کہ جس طرح میں نماز پڑھتا ہوں ایسے ہی آپ لوگ پڑھیں۔آپ

نے امت کو اپنے قول اور عمل سے بتا دیا تھا،آپ کا ہر عمل قرآن پر تھا۔ذیل میں وہ تفصیل درج کی جا رہی ہے جو قرآن میں درج ہے۔صلوٰۃ کے بارے میں ایک بات کا اور دھیان رکھا جائے وہ یہ کہ صلوٰۃ کے مختلف معنیٰ ہیں۔صلوٰۃ مسجد والی بھی ہے اور فرض منصبی بھی ہے،ان کے علاوہ اور بھی معنی ہیں،پہلے صلوٰۃ کا وہ معنی درج کیا جا رہا ہے جو فرض منصبی سے تعلق رکھتا ہے۔

سورۃ ہود ۱۱ آیت ۸۷۔انہوں نے کہا اے شعیبؑ کیا تمہاری صلوٰۃ یعنی تمہارا زندگی گزارنے کا طریقہ دین ضابطہ حیات یہ سکھاتا ہے حکم دیتا ہے کہ جن معبودوں کو ہمارے بزرگ پوجتے چلے آ رہے ہیں ہم انہیں چھوڑ دیں۔یا یہ کہ ہمیں اتنا بھی اختیار نہیں کہ اپنے مال میں جس طرح چاہیں تصرف کریں؟ تو کیا تم ہی ایک راست باز اور نرم دل انسان رہ گئے ہو؟

آیت میں لفظ صلوٰۃ آیا ہے۔اس کا ایک مطلب تو وہ نماز (صلوۃ) ہے۔جو ہم روزانہ پانچ وقت پڑھتے ہیں اور یہی نماز آدمی کو زندگی میں اللہ کے قانون کی پابندی کی ترغیب دیتی ہے۔اگر آدمی ہوش میں آ کر نماز پڑھے۔ بے شک صلوٰۃ برے کاموں سے روکتی ہے،اور اسی صلوٰۃ کا مطلب ضابطہ حیات بھی ہے،اور اسی ضابطہ حیات کے بارے میں ان ظالموں نے حضرت سے کہا تھا کہ کیا تیرا ضابطہ حیات صلوٰۃ دین ہم کو من مانی کرنے سے روک رہا ہے۔ ہم تو یہ جان رہے تھے یہ تیری صلوٰۃ دین صرف عبادت کی حد تک ہے۔مگر اب تو معلوم ہوا کہ یہ صلوٰۃ دین تو زندگی کے ہر شعبے پر حاوی ہے۔اس لئے تیرے نظام کو ماننا مشکل نظر آ رہا ہے،ہم نہیں مانتے۔

سورۃ مریم ۱۹ آیت ۵۹۔لیکن ان کے بعد ایسے ناخلف ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے نماز (کی روح اسلامی تعلیم) کو ضائع کر دیا اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے۔سو عنقریب ان کی گمراہی کی سزا ملے گی۔

سورۃ توبہ ۹ آیت ۱۰۳۔اے نبیؐ تم ان کے اموال میں سے صدقہ لے کر انہیں پاک کرو (اور اس سے ان کے غریبوں کو پاکی دیجئے یعنی مدد اور نیکی کی راہ میں انہیں بڑھاؤ) اور ان کے حق میں دعائے رحمت کرو،کیونکہ تمہاری دعا (صلوٰۃ) ان کے لئے وجہ تسکین ہوگی،اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

سورۃ مومنون ۲۳ آیت ۱۔یقیناً ایمان لانے والوں نے کامیابی حاصل کر لی۔

آیت ۲۔جو اپنی صلوٰۃ یعنی فرض منصبی کو اللہ کے حکم کے مطابق عاجزی سے ادا کرتے ہیں۔

آیت ۳۔(وہ عاجزی والی صلوٰۃ اور اللہ کا حکم کیا ہے؟ وہ یہ ہے) جو بے ہودہ باتوں سے منھ موڑے رہتے ہیں۔

آیت ۴۔جو زکوٰۃ ادا کرنے والے اور اپنا تزکیہ کرتے رہتے ہیں۔

آیت ۵۔جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں

آیت ۶۔مگر اپنی بیویوں سے (اور خاندانی بیوی نہ ہونے پر جوان عورتوں سے نکاح کرے) جو مالملکت ایمان ہیں،ان سے مباشرت کرنے میں انہیں ملامت نہیں۔

آیت ۷۔لیکن جو ان کے علاوہ اوروں کے طالب ہوں وہ حد سے نکل جانے والے ہیں۔

سورۃ حج ۲۲ آیت ۴۱۔ وہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم اگر زمین میں اقتدار دیں گے تو وہ نماز قائم (اقامو الصلوٰۃ) کریں گے زکوٰۃ دیں گے نیکی کا حکم دیں گے،اور برائی سے روکیں گے۔تمام کاموں کا اختیار اللہ ﷻ کو ہے۔

سورۃ نور ۲۴ آیت ۵۶۔(مومنو!) نماز قائم کرتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور رسول کے فرمان پر چلتے رہو تا کہ تم پر رحمت کی جائے۔

سورۃ معارج ۷ آیت ۲۲۔مگر (وہ لوگ ان برائیوں سے پاک ہیں) جو نماز قائم کرنے والے ہیں۔

آیت ۲۳۔اور ہمیشہ اپنے فرائض (اور ذمہ داریوں) کو پورا کرنے والے ہیں۔

آیت ۲۴۔اور جس کے مال میں (اللہ کی راہ میں دینے کے لئے) حصہ مقرر ہے۔

آیت ۲۵۔مانگنے والے کا بھی اور نہ مانگنے والے کا بھی۔

آیت ۲۶۔اور جو لوگ روز جزا کو حق مانتے ہیں۔

آیت ۲۷۔اور جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

آیت ۲۸۔بے شک ان کے رب کا عذاب بے خوف ہونے کی چیز نہیں ہے۔

آیت ۲۹۔اور جو اپنی شرم گاہوں کی حرام سے حفاظت کرتے ہیں۔

آیت ۳۰۔مگر اپنی بیویوں یا وہ مالملکت ایمان جن سے نکاح کرلیا ہو کہ (ان سے مباشرت کرنے پر) انہیں ملامت نہیں۔

آیت ۳۱۔البتہ جو لوگ ان کے علاوہ اور (عورتوں) کی طرف راغب ہوں گے وہ حد سے نکل جانے والے ہیں۔

آیت ۳۲۔اور (وہ لوگ بھی برائیوں سے پاک ہیں) جو اپنی امانتوں اور عہدوں کا پاس کرتے ہیں،

آیت ۳۳۔اور جو لوگ اپنی گواہی پر (سچائی کے ساتھ) قائم رہتے ہیں۔

آیت ۳۴۔اور جو اپنی نماز (صلوٰۃ) یعنی فرائض کی خبر رکھتے ہیں۔

آیت ۳۵۔وہی لوگ جنت کے باغوں میں عزت سے رہیں گے۔

سورۃ ماعون ۱۰۷ آیت ۱۔تم نے اس شخص کے حال پر نظر کی جو جزاء (قیامت کے دن) کو جھٹلاتا ہے۔

آیت ۲۔اور آخرت کے عذاب کا ڈر نہیں اس لئے وہ یتیم کو دھکے دیتا ہے۔

آیت ۳۔اور نہ خود کھلاتا ہے اور نہ دوسروں کو ترغیب دیتا ہے کہ مسکین کو کھانا کھلا دیں۔

آیت ۴۔تو ایسے نمازیوں کی تباہی ہے۔

آیت ۵۔جو اپنے فرائض نماز (ذمہ داریوں) سے غفلت برتتے ہیں۔

آیت ۶۔اور جو ریا کاری کرتے ہیں۔

آیت ۷۔(اور ایسے خود غرض ہیں کہ) روزمرہ کی استعمال کی چیزوں کو بھی (غریبوں) کو دینے سے انکار کرتے ہیں۔

سورۃ بقرہ ۲ آیت ۱۷۷۔اے لوگوں! اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ نماز میں منہ مشرق کی طرف یا مغرب کو کرنا ہی نیکی ہے (یعنی کعبہ مغرب ہے تو منہ مغرب کو کرنا، یا مشرق ہے تو مشرق کو کرنا یا چلہ کرنا۔اگر تم نے صرف نماز پڑھنے کو ہی نیکی جان لیا ہے، جیسا کہ آج کل صرف نماز پڑھنے پر ہی زور دیا جا رہا ہے، اور باقی زندگی کے حالات قرآن کے خلاف ہیں، تو یہ سمجھ ناقص ہے۔ بلکہ حقیقت میں نیکی یہ ہے کہ نماز کے ساتھ ساتھ اللہ کو یوم آخر کو اور ملائکہ کو اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے رسولوں کو دل سے مانے اور اللہ کی محبت میں اپنا پسندیدہ مال رشتے داروں اور یتیموں، مسکینوں (جن کا کام ساکن ہو گیا ہو) اور مسافروں پر اور مدد کے لئے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کر کے اور نظام نماز قائم کرے، یعنی پورے فرائض منصبی ادا کرے اور زکوٰۃ دے اور نیک وہ لوگ ہیں کہ (ان نیکیوں کے ساتھ) جب عہد کریں تو پورا کریں۔ اور تنگی کے وقت میں اور حق و باطل کی جنگ میں صبر کریں (مطلب یہ ہے کہ قرآن کے مطابق اپنی پوری زندگی میں عمل کریں اور اللہ کی نافرمانی سے بچیں، تب ان نمازیوں کی نماز قائم ہو گی ورنہ ریا کاری کی نماز کچھ فائدہ نہ دیگی) وہی لوگ راست باز ہیں اور وہی ہر قسم کے خطرات سے بچنے والے ہیں۔

سورۃ مائدہ ۵ آیت ۶۶۔اگر انہوں نے تورات اور انجیل اور دوسری کتابوں کو قائم کیا ہوتا جو ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس ان کے لئے بھیجی گئیں تھیں۔ایسا کرتے تو ان کے لئے اوپر سے رزق برستا اور نیچے پیروں تلے سے ابلتا۔اگرچہ ان میں کچھ لوگ راست رو بھی ہیں۔لیکن ان کی اکثریت سخت بدعمل ہیں۔۶۸ (کہدو) کہ اے اہل کتاب! تم ہرگز کسی اصل پر نہیں ہو جب تک تورات اور انجیل اور ان دوسری کتابوں کو قائم نہ کرو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئیں ہیں۔اور یہ جو فرمان تم پر نازل کیا گیا ہے، ان میں سے اکثر کی سرکشی اور انکار کو اور زیادہ بڑھا دے گا۔مگر انکار کرنے والوں کے حال پر افسوس نہ کرو۔کیا ان آیات میں قائم کرنے سے مراد

کتابوں کو کسی عمارت کی طرح قائم کرنے سے ہے؟ ہرگز نہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ ان میں جو حکم اللہ نے نازل کئے ہیں ان کے مطابق زندگی گزارنی ہے، اور مسجد میں صلوٰۃ پڑھنا بھی ہے تب وہ کتابیں قائم ہوتی ہیں۔ یہ رہا صلوٰۃ کا وہ مطلب جس میں فرائض منصبی ادا کرنا ہے۔ قرآن میں ان کے علاوہ بھی اور بہت آیات ہیں جن میں یہی مطلب بیان ہورہا ہے، جس پر عمل کرنا بہت ضروری ہے۔ مگر ہم نے ان سے صرف نظر کررکھی ہے۔ صلوٰۃ قائم کیسے ہوتی ہے؟ اس کے بارے میں بھی ایک مثال بیان کی جاتی ہے، چونکہ قرآن میں زیادہ تر آیات میں اقیموا الصلوٰۃ آیا ہے۔

سورۃ روم ۳۰ آیت ۳۱۔ (اور جاہل لوگ دین فطرت کو چھوڑ کر انسان کے بنائے ہوئے مذاہب کی پیروی کرنے لگے ہیں جیسے آج فرقوں کی پیروی ہورہی ہے، اسی سے رکنے کے لئے اللہ نے کہا ہے) اسی اللہ کے دین کی طرف دل سے متوجہ ہوجاؤ اور اللہ کی نافرمانی کرنے سے ڈرو اور نماز قائم کرو اور ان مشرکین میں سے نہ ہوجاؤ۔

آیت ۳۲۔ جنہوں نے اپنا اپنا دین الگ الگ بنالیا ہے۔ اور گروہوں میں بٹ گئے ہیں۔ ہر ایک گروہ کے پاس جو کچھ ہے اس میں مگن ہے۔

سورۃ رحمٰن ۵۵ آیت ۸۔ تم بھی اس میزان عدل (پر قائم رہو اور اس) میں حد سے تجاوز نہ کرو،

آیت ۹۔ اور انصاف کے ساتھ وزن قائم کرو یعنی ٹھیک تولو اور کم نہ تولو۔ (ڈنڈی نہ مارو)

اسی طرح قرآن میں اور بہت آیات ہیں جن میں ہے کہ جھوٹ نہ بولو دھوکا نہ دو ایک دوسرے کی مدد کرو فرقوں میں نہ بٹو وغیرہ وغیرہ۔ اگر نماز سے باہر آکر قرآن میں درج آیات اور جو نماز میں سنا ان پر عمل کیا تب ہی ہماری صلوٰۃ قائم ہوگی اور مسجد والی صلوٰۃ میں ہم نشے کی حالت میں نہ تھے۔ اگر باہر آکر آیات کے مطابق عمل نہ کیا تو صلوٰۃ قائم نہ ہوئی صلوٰۃ میں ہم نشے کی حالت میں تھے۔ باہر آکر ہمیں ہر وہ کام کرنا ہے جس کے کرنے کو اللہ کہتا ہے اور ہر اس کام سے رکنا ہے جس سے اللہ روکنا چاہتا ہے تبھی صلوٰۃ قائم ہوگی تب ہی فرض منصبی بھی پورا ہوگا۔ وضاحت بالا کے بعد اب یہ دیکھا جائے کہ قرآن میں صلوٰۃ پڑھنے کے بارے میں کچھ رہنمائی ہے یا نہیں۔ اگر رہنمائی نہیں ہے تو قاسم نوری صاحب کا قول درست ہے اور اگر ہے تو ان لوگوں کو اپنی ضد چھوڑ کر صلوٰۃ مسجد میں شامل ہوجانا چاہئے۔ اسی میں خیر ہے اور یقیناً قرآن میں صلوٰۃ مسجد ہے صلوٰۃ کی تفصیل بھی ہے ملاحظہ ہو:۔

اوقات صلوٰۃ

سورۃ بنی اسرائیل ۱۷ آیت ۷۸۔ صلوٰۃ قائم کرو زوال آفتاب سے لے کر رات کے ابتدائی اندھیرے تک اور پڑھو فجر کیونکہ صلوٰۃ فجر حاضری کا وقت ہے یعنی جماعت میں حاضر ہونا۔

آیت ۷۹۔ اور رات کو تہجد پڑھو، یہ تمہارے لئے مزید اضافہ (نافلہ) ہے اور امید رکھو کہ تم کو تمہارا رب محمود

اٹھائے گا۔

سورۃ نور ۲۴ آیت ۵۸۔ مومنو! تمہارے ملازم اور جو بچے بلوغ کو نہیں پہنچے تین اوقات میں تم سے اجازت لیا کریں ایک تو نماز فجر سے پہلے اور دوسرے دوپہر کو جب تم کپڑے اتار دیتے ہو اور تیسرے عشاء کی نماز کے بعد یہ تین وقت تمہارے پردے کے ہیں، ان کے علاوہ دوسرے وقتوں میں نہ تو تم پر کچھ گناہ ہے اور نہ ان پر کہ ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے ہو۔ اس طرح اللہ اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے اور اللہ بڑا علم والا اور حکمت والا ہے۔

سورۃ ہود ۱۱ آیت ۱۱۴۔ اور دن کے دونوں کناروں پر (یعنی صبح اور شام کے اوقات فجر اور عصر میں) اور رات کی چند پہلی ساعات میں صلوٰۃ (مغرب) پڑھا کرو کچھ شک نہیں کہ نیکیاں (انسان کو) گناہوں سے بچاتی ہیں دور کردیتی ہیں۔ یہ ان کے لئے نصیحت ہے جو نصیحت قبول کرتے ہیں۔

نوٹ:۔ بنی اسرائیل کی آیت ۷۸ میں نماز کے اوقات کا ذکر ہے (دلوك الشمس) دلوك کا مطلب زوال آفتاب کا ہے۔ سورج کے زوال کے تین درجے ہیں۔ ایک جب وہ سمت راس سے ڈھلتا ہے، دوسرا جب وہ مرئ العین سے نیچے کی طرف چمکتا ہے۔ تیسرا جب وہ افق سے غائب ہوتا ہے۔ یہ تینوں اوقات ظہر قبل الغروب یعنی عصر و بعد الغروب یعنی مغرب کے ہیں۔ رات کا اندھیرا عشا اور قرآن الفجر کا مطلب ہے اور فجر کی نماز بھی پڑھئے۔ اس آیت میں نماز کے پانچ اوقات آگئے۔ ویسے نماز کے وقتوں کے لئے اور بھی کئی آیتیں ہیں جن میں صاف ہے کہ نماز کے پانچ وقت ہیں تین نہیں۔ جو تین مانتا ہے وہ گمراہ ہے۔ اور دو نمازیں عشا اور فجر سورت نور کی آیت سے ثابت ہیں۔ اور آیات ملاحظہ ہوں:۔

سورۃ طٰہٰ ۲۰ آیت ۱۳۰۔ اسی کی تسبیح کرو سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اور رات کے اوقات میں اور دن کے کناروں پر۔

سورۃ روم ۳۰ آیات ۱۷-۱۸۔ پس تسبیح کرو اللہ کی جب کہ تم شام کرتے ہو اور جب صبح کرتے ہو۔ آسمانوں اور زمین میں اسی کے لئے حمد ہے اور تیسرے پہر اور جب تم پر ظہر کا وقت آتا ہے۔ فجر، مغرب، عصر، ظہر۔

سورۃ ق ۵۰ آیات ۳۹-۴۰۔ اے نبیؐ جو باتیں وہ لوگ بناتے ہیں ان پر صبر کرو اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے رہو طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے اور رات کے وقت بھی۔ پھر اس کی تسبیح کرو نماز کے بعد بھی۔ فجر، عصر اور عشا کی نمازیں آگئیں۔

سورۃ بنی اسرائیل ۱۷ آیت ۷۹۔ میں ایک نماز تہجد کا حکم ہے، جو بہت اہم ہے۔ اس نماز سے ہی آدمی کی بردباری اور درجہ بڑھتا ہے۔ کیونکہ پانچ نمازیں تو ہر حال میں اللہ کے حکم کے مطابق پڑھنی ہیں، یہ آدمی کے فرائض میں شامل ہے۔

مزید لینے کے لئے تہجد ہی ہے۔اس پر عمل بہت افضل ہے۔ان آیات کو پڑھنے کے بعد بھی یہ کہا جاتا ہے کہ قرآن میں نماز کے وقت نہیں یا تین ہیں تو یہ بالکل غلط ہے۔درست یہ ہے کہ نماز کے وقت پانچ ہیں اور تہجد مزید ہے(نافلہ)

اس کے بعد یہ دیکھا جائے کہ قرآن میں مسجد والی نماز (صلوٰۃ) پڑھنے کے بارے میں کیا ہے یا اس سے کیا ثابت ہوتا ہے۔صلوٰۃ کا وقت آنے پر اذان دی جاتی ہے جس کا حکم قرآن سے درج کیا جا رہا ہے۔

سورۃ مائدہ۵ آیت ۵۸۔اور جب تم لوگ نماز کے لئے اذان دیتے ہو تو وہ اسے بھی ہنسی اور کھیل بناتے ہیں۔یہ اس لئے کہ عقل نہیں رکھتے۔

سورۃ جمعہ۶۲ آیت ۹۔مومنو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے (یعنی صلوٰۃ کے لئے پکارا جائے) تو اللہ کی یاد (یعنی نماز) کے لئے جلدی کرو اور خرید فروخت بند کر دو اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔

آیت ۱۰۔پھر جب صلوٰۃ ہو چکے تو اپنی راہ لو اور اللہ کا فضل روزی تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرتے رہو تا کہ فلاح پاؤ۔

اذان کے الفاظ قرآن کی روشنی میں نبی نے شوریٰ میں طے کئے اللہ کے حکم کے مطابق مسجد میں حاضری سے پہلے کیا کرنا ہے پیش ہے:۔

سورۃ اعراف ۷ آیت ۳۱۔اے بنی آدم ہر عبادت کے موقع پر اپنی زینت سے آراستہ رہو، اور کھاؤ اور پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو، اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

سورۃ مائدہ۵ آیت ۶۔مومنو! جب تم نماز (صلوٰۃ) پڑھنے کا ارادہ کیا کرو تو منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھو لیا کرو اور سر کا مسح کر لیا کرو، اور ٹخنوں تک پاؤں کا مسح کیا کرو اور نہانے کی حاجت ہو تو نہا کر پاک ہو جایا کرو، اور اگر بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کسی کو احتلام ہو گیا ہو یا عورتوں سے ہم بستر ہوئے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی لو اور اس سے منہ اور ہاتھوں کا مسح (یعنی تیمّم) کر لو اللہ تم پر کسی طرح کی تنگی کرنا نہیں چاہتا، بلکہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کرے تا کہ تم فرماں برداری کرو۔

سورۃ نساء۴ آیت ۴۳۔اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جب تم سکریٰ مدہوش ہو تو صلوٰۃ کے قریب نہ جاؤ (اس لئے تم ہر فخر وغرور، نسلی برتری کو چھوڑ کر یعنی ہر نشے کو چھوڑ کر) صلوٰۃ میں شامل ہو جاؤ۔ایسی حالت میں جو تم صلوٰۃ میں پڑھ رہے ہو وہ تمہارے ذہن میں آ رہا ہے اور اس کے مطابق نماز سے باہر آ کر عمل کرو گے (جس سے تم پر رحم کیا جائے گا) اور اسی طرح جنابت کی حالت میں بھی، یہاں تک کہ غسل کر لو (تب نماز پڑھو) لیکن اگر تم کسی بغیرُ کے تیز سفر پر ہو اور کسی وجہ سے غسل واجب ہو جائے اور غسل کرنے کا موقع نہ ہو تو نماز اپنے وقت پر پڑھو کیونکہ نماز اپنے مقرر

وقت کے ساتھ فرض ہے (۴:۱۰۳) اور کبھی ایسا ہو کہ تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کسی کو احتلام ہو جائے یعنی رسا ؤ آ گیا ہو یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو پھر پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے کام لو، اور اسی سے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کر لو بے شک اللہ نرمی سے کام لینے والا ہے اور بخشش کرنے والا ہے۔

نوٹ۔آیت میں سکریٰ سے مراد نشہ آور اشیا کا نشہ نہیں ہے وہ تو اسلام نے حرام کیا ہے اس سے دور رہنا ہے۔اگر اس کو مان لیا جائے تو ہر آدمی بہانہ کرے گا کہ میں تو نشے میں ہوں اور اللہ نے نشے کی حالت میں نماز پڑھنے کو منع کیا ہے اس لئے نماز نہیں پڑھ رہا، دیکھا معاملہ کہاں جاتا ہے۔اس لئے یہ نشہ وہ ہے جو میں نے لکھا ہے یعنی ہر فخر و غرور تکبر چاہے وہ کیسا بھی ہو۔

پاکی حاصل کرنے کے بعد نمازی اپنے کپڑے پہن کر باوضو ہو کر مسجد کی طرف چلتا ہے، جہاں اذان ہو چکی ہوتی ہے۔تب جماعت سے نماز شروع کرتا ہے نماز شروع کرنے کے لئے نمازی ادب سے کھڑا ہوتا ہے، آیت پیش ہے:۔

سورۃ بقرہ۲ آیت ۱۵۰۔اور جس جگہ سے آپ نکلیں اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں اور جہاں کہیں تم ہو اپنے چہرے اسی طرف کیا کرو، تا کہ لوگوں کی کوئی حجت تم پر باقی نہ رہے۔

سورۃ بقرہ۲ آیت ۲۳۸۔اپنی نماز کی نگہداشت رکھو خصوصاً ایسی نماز کی جو محاسن صلوٰۃ کی جامع ہو اور اللہ کے آگے اس طرح کھڑے رہو جیسے فرمانبردار عبد (بندے) کھڑے ہوتے ہیں۔

آیات بالا میں بتایا گیا ہے کہ نماز پڑھتے وقت اپنا منہ کعبہ کو کرو۔دوسری بات یہ کہ ادب سے کھڑے ہو جاؤ۔ادب کیا ہے، ادب یہ ہے جب کبھی بندہ آقا کے دربار میں کھڑا ہو تو ایسی حالت میں کھڑا ہو کہ پوری توجہ آقا کے فرمان پر ہو۔اس وقت کوئی حرکت نہ کرے بلکہ سکون کے ساتھ کھڑا ہو۔اور بندیکا یہی کام ہے۔اس لئے اللہ نے فرمانبردار انسانوں کے لئے لفظ بندہ (عبد) استعمال کیا ہے۔غلام نہیں۔تو دیکھا جائے ہمارے یہاں نماز میں کھڑے ہونے کا طریقہ کیا ہے۔کسی مسلک کے ماننے والے نماز میں جب کھڑے ہوتے ہیں تو وہ اپنے پیروں کو چوڑا کر کے ہاتھ سینے پر باندھتے ہیں اور بار بار رفع یدین کرتے ہیں جو ادب کے خلاف ہے۔ان کے کھڑے ہونے کا طریقہ ایسا ہے جیسا اس وقت سامنے آتا ہے جب ایک پہلوان اکھاڑے میں اتر کر اپنے مدمقابل کو مقابلے کی دعوت دیتا ہے تو اس حالت کو ادب والی حالت نہیں کہہ سکتے بلکہ اس سے تمکنت اور غرور ظاہر ہوتا ہے، نیز بار بار ہاتھ اٹھانے سے بھی ادب ظاہر نہیں ہوتا۔دوسرے مسلک والے ناف پر ہاتھ باندھتے ہیں یہ بھی بندے کا ادب نہیں ہے بلکہ یہ ایرانی اور عراقی ادب ہے جس کو بندے کا ادب نہیں کہا جا سکتا یہ غلاموں کا ادب ہے بندے اور غلام میں فرق ہے۔

ایک مسلک والا ہاتھ کھول کر اپنا پورا جسم ڈھیلا چھوڑ کر کھڑا ہوتا ہے جس کو عربی ادب کہا جا سکتا ہے، اور اگر اس پر عمل کیا جائے تو یہی ادب ہے۔ مگر اس مسلک والے بھی دوران نماز بار بار ہاتھ اٹھا کر کچھ پڑھتے ہیں جو ادب کے خلاف ہے۔ اگر کچھ پڑھنا ہے تو بغیر ہاتھ اٹھائے پڑھا جائے۔ اس لئے ادب یہ ہے کہ ہاتھ چھوڑ کر فرمانبردار کی طرح کھڑے ہوں بار بار ہاتھ بھی نہ اٹھائیں۔

نوٹ:- کچھ گفتگو عبد (بندے) اور غلام کے بارے میں بھی کر لی جائے۔ جس کو اللہ نے عبد کہا ہے اس کی حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی پوری صلاحیتوں کو خوشی کے ساتھ بغیر کسی لالچ کے اپنے آقا کی مرضی کے تابع کر دیتا ہے۔ وہ ایسا اس لئے کرتا ہے کہ اس نے یہ جان لیا ہوتا ہے کہ میرا آقا عادل ہے ظالم نہیں ہے وہ میرے ساتھ ظلم نہیں کرے گا۔ اس لئے وہ عبد ہر وقت اپنے آقا کی فرمانبرداری میں لگا رہتا ہے۔ بغیر کسی لالچ کے۔ کیونکہ اس کا آقا اتنا اچھا ہے کہ اپنے عبد کا ہر وقت پورا خیال رکھتا ہے۔ تو عبد بھی ہر وقت وفادار رہتا ہے۔ مگر ایک لفظ غلام ہے اور غلام اپنی مرضی سے غلام نہیں بنتا، اس کو زبردستی قید کر کے یا خرید کر غلام بنایا جاتا ہے۔ تو ایسا آدمی اپنے آقا کا پورا وفادار نہیں ہوتا بلکہ وقت کا انتظار کرتا ہے اور موقع ملنے پر دھوکہ دے دیتا ہے، یہ فرق ہے غلام اور عبد میں، ویسے عربی میں غلام لڑکے کو بھی کہتے ہیں۔ اول دور میں جب مسلمانوں کو اللہ نے اقتدار دے دیا ان کے نیک اعمال کے بدلے میں تو پڑوس کی حکومتوں نے اپنے لئے خطرہ سمجھ لیا اور اس خطرے کو ختم کرنے کے لئے انہوں نے اس جدید حکومت کے خلاف فوجی کاروائی کرنی شروع کر دی۔ ان حملوں کے دفاع میں مسلمانوں کو بھی قدم اٹھانا پڑا۔ اس اقدام کا جو دفاع کے لئے اٹھایا گیا تھا انجام یہ ہوا کہ مسلمان جیسے ہی ایک حملہ کو پسپا کرتے تھے مخالف دوسرا حملہ دوسری سمت سے کرتا تھا۔ اس حملہ اور دفاع میں دونوں حکومتیں، ایران اور عراق فتح ہو گئیں اور دونوں جگہ مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ سنت الٰہی کے مطابق۔ ان علاقوں کے بہت سے آدمیوں کو غلام بنایا گیا۔ یہ غلام بنانا اللہ کے حکم کے خلاف تھا۔ مگر غلام بنایا گیا۔ بعد میں ان غلاموں نے اسلام قبول کیا اور عربی زبان اور اسلامی علم کو حاصل کیا ان کے اس رویہ کو دیکھ کر بعد میں ان کو آزاد کر دیا گیا۔ آزادی کے زمانہ میں انہوں نے قلم ہاتھ میں لیا اور آج جو مذہبی ذخیرہ مسلمانوں کے پاس ہے اس میں زیادہ حصہ ان کے قلم سے ہی لکھا گیا۔ چونکہ عربی مسلمان تو جنگ کے میدان میں سرگرم عمل تھے ان کے ہاتھ میں تلوار تھی اور آزاد کردہ غلاموں کے ہاتھ میں قلم، قلم کی کاٹ تلوار سے زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔

انہوں نے اس کو اپنے اس ذہن سے لکھا جس ذہن میں غلامی کا غم و داغ چھپا ہوا تھا۔ انہوں نے اس داغ کو ذہن میں رکھ کر اپنی غلامی کا بدلا لینا چاہا اپنے قلم سے کیونکہ تلوار کے میدان میں تو وہ مغلوب ہو گئے تھے۔ اس لئے انہوں نے وہ کتابیں ایسی لکھیں جن کے سامنے قرآن کی تعلیم پوشیدہ ہو گئی اور اس علم کا نام انہوں نے سنت رسول

رکھا۔ جس کو بعد میں مسلمانوں نے قبول کیا، اور اس علم سے ہی اپنے مذہب کو مدون کیا، جو آج ہمارے سامنے ہے۔ جس کی ایک مثال نماز کی اس کتاب میں لکھی ہے جو سامنے ہے۔ یہ ہے بندے اور غلام کا فرق۔

ادب سے کھڑے ہو کر قرآن پڑھنا ہے۔ قرآن پڑھنے سے پہلے اللہ نے کیا حکم دیا ہے درج ہے:۔

سورۃ النحل ۱۶ آیت ۹۸۔ اور جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔

اس کے بعد اللہ کے حکم کے مطابق بسم اللہ پڑھنا ہے۔ ان مراحل سے گذرنے کے بعد نمبر آتا ہے نیت کا جو درج کی جا رہی ہے۔

نیت نماز

سورۃ انعام ۶ آیت ۷۹۔ انی وجهت وجهی للذی فطر السمٰوٰت و الارض حنیفاً وماۤ انا من المشرکین۔ ترجمہ:۔ بے شک میں نے متوجہ کیا منہ اپنے کو واسطے اس کے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو ایک اسی کا ہو کر، اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔

نیت کے بعد اللہ اکبر کہنا ہے اور پھر ثناء پڑھنا ہے۔ مروجہ ثنا پہلے تحریر کیا جا چکا ہے۔ قرآن کا ثناء کیا ہے وہ پیش ہے:۔

سورۃ حشر ۵۹ آیت ۲۲۔ هو الله الذی لا الٰه الا هو، عالم الغیب و الشهادة، هو الرحمن الرحیم۔

آیت ۲۳۔ هو الله الذی لاۤ الٰه الا هو، الملك القدوس السلام المومن المهیمن العزیز الجبار المتکبر، سبحن الله عما یشرکون۔

آیت ۲۴۔ هو الله الخالق الباری المصور لهُ الاسماء الحسنیٰ، یسبح لهٗ ما فی السمٰوٰت و الارض، وهو العزیز الحکیم۔

ترجمہ:۔ کہو وہی اللہ ہے جس کو کافر کہتا ہے کہ اللہ نہیں ہے تو سنو یقیناً اللہ ہے۔ اور ایسا ہے کہ وہ ظاہر اور پوشیدہ کا جاننے والا ہے وہ بڑا مہربان اور رحم والا ہے۔ کہو وہی اللہ ہے جس کو کافر کہتا ہے کہ اللہ کوئی نہیں ہے تو سنو یقیناً وہ ہے۔ اور ایسی صفات کا مالک ہے کہ بادشاہ پاک ذات سلامتی دینے والا نگہبان غالب، زبردست بڑائی والا، اللہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔ کہو وہ اللہ ہے پیدا کرنے والا وجود بخشنے والا صورتیں بنانے والا اس کے سب اچھے اچھے نام ہیں۔ جتنی چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کی تسبیح یعنی اس کی فرمانبرداری کرتی ہیں اور وہ حکمت والا ہے۔

ثنا کے بعد سورۃ فاتحہ یعنی الحمد پڑھا جاتا ہے۔ قرآن کے کس حکم سے؟ یہ دیکھا جائے:۔

سورۃ الحجر ۱۵ آیت ۸۷۔ ولقد آتینٰك سبعاً من المثانی و القرآن العظیم ۔ترجمہ:۔ہم نے آپ کو سات آیتیں (یعنی الحمد سورۃ فاتحہ) دیں جو بار بار (نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہیں) دہرائی جاتی ہیں اور اسی طرح (ہر رکعت میں) الحمد کے ساتھ قرآن یعنی دیگر آیات بھی پڑھی جاتی ہیں۔

نماز میں الحمد کے ساتھ قرآن پڑھا جاتا ہے یہ بھی قرآن سے ثابت ہے:۔

سورۃ مزمل ۷۳ آیت ۲۰۔ اور آپ کا رب خوب جانتا ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھی کبھی دو تہائی رات سے کم اور کبھی آدھی رات اور کبھی تہائی رات قیام کرتے ہیں۔ اور اللہ تو رات اور دن کا اندازہ رکھتا ہے۔ مگر اللہ جانتا ہے کہ تم اس کو نباہ نہ سکو گے تو اس نے آپ پر مہربانی کی پس جتنا آسانی سے ہو سکے اتنا قرآن پڑھ لیا کرو۔ اس کو علم ہے کہ بعض تم میں سے بیمار بھی ہوتے ہیں اور کچھ اللہ کے فضل کی تلاش میں ملک میں سفر کرتے ہیں اور کچھ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، تو جتنا آسانی سے ہو سکے اتنا پڑھ لیا کرو، اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ کو قرض حسنہ دیتے رہو اور جو عمل تم نیک آگے بھیجو گے اس کو اللہ کے یہاں پاؤ گے۔ وہ بہت ہی بہتر ہے اور اس کا اجر بہت ہی بڑا ہے۔ اللہ سے معافی مانگتے رہو اللہ بخشنے ولا مہربان ہے۔ نماز میں قرآن پڑھنے کے بارے میں حدیث بھی پیش ہے:۔

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ؐ مسجد میں تشریف لے گئے اس وقت ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی اس کے بعد اس نے رسول ؐ کو سلام کیا۔ آپ ؐ نے جواب دیا اور فرمایا جاؤ نماز پڑھو، تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ گیا اور نماز پڑھی جس طرح اس نے پڑھی تھی۔ پھر آیا اور رسول ؐ کو سلام کیا، آپ ؐ نے فرمایا جاؤ نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔ تین بار ایسا ہوا۔ تب اس نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ ؐ کو حق دے کر بھیجا ہے میں اس سے بہتر نماز نہیں پڑھ سکتا، مجھے سکھا دیجئے۔ آپ ؐ نے فرمایا جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو اس کے بعد جس قدر تمہیں قرآن مجید یاد ہو، پڑھو، پھر رکوع کرو یہاں تک کہ رکوع میں اطمینان سے ہو جاؤ، پھر سر اٹھاؤ، پھر سجدہ کرو پھر سجدہ میں اطمینان سے ہو جاؤ پھر سر اٹھاؤ حتیٰ کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ پھر دوسرا سجدہ کرو اور پوری نماز میں اسی طرح کرو۔

صحیح بخاری عربی اردو کتاب الاذان ص ۳۳۴، حدیث نمبر ۷۱۸

نوٹ:- اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ آدمی نماز آواز سے پڑھ رہا تھا، تب ہی تو نبی ؐ نے سن کر بتایا کہ تو غلط پڑھ رہا ہے۔

الحمد کے ساتھ ہر رکعت میں قرآن پڑھنا، اس کا ثبوت تفسیر مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کی سورۃ فاتحہ کے فضائل میں بھی درج ہے۔

بخاری میں حدیث ہے کہ رسول کریم نے ابو سعید سے فرمایا کہ قرآن میں سب سے زیادہ عظمت سورہ فاتحہ

کی ہے یعنی یہ کل قرآن کا لب لباب ہے۔ یعنی احکام کل قرآن میں بالتفصیل موجود ہیں ان سب کا اس میں اجمالاً ذکر ہے۔ اس میں اللہ کی پرورش عالم رحمت کے درجہ کا غلبہ قیامت کے روز تمام مخلوق کے فیصلے اور انصاف اور اس کے لئے خاص عبادت اور ہر کام میں اس سے مدد مانگنے اور گمراہوں کے راستہ سے بچانے کی استدعا ہے، یہی باتیں احکام شرع کے لئے متن ہیں۔ اور اللہ نے اس میں بتایا ہے کہ تم ایسی دعا مانگو، نماز کی ہر رکعت میں اس کا پڑھنا واجب (فرض) ہے۔ اگر کوئی تنہا نماز پڑھتا ہے تو اس کو اس کا پڑھنا مع کسی دوسری سورۃ یا چند آیتوں کے خود لازم اور ضروری ہے، اور اگر امام موجود ہو تو چونکہ امام بطور وکیل کے ہوتا ہے، اس لئے اس کا پڑھنا تمام مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے تو گویا ہر نمازی کو اس کا پڑھنا واجب ہے یا تو خود یا بذریعہ امام کے۔

مشکوٰۃ صفحہ ۷۸

قرآن اور حدیث سے ثابت ہے کہ نماز میں الحمد کے ساتھ ہر رکعت میں قرآن پڑھنا فرض ہے تو پھر فرض نمازوں میں خالی اور بھری رکعت کیوں ہیں؟ یعنی دو پہلی رکعت بھری الحمد کے ساتھ قرآن اور اخیر کی دو یا ایک رکعت خالی یعنی صرف الحمد پڑھنا واجب بتایا گیا ہے۔ یہ خالی اور بھری غلط ہیں۔ ہر رکعت بھری ہے۔ الحمد کے ساتھ قرآن جتنا آسانی سے پڑھا جا سکے، اب دیکھا جائے کہ کیسے پڑھا جانا ہے۔ کیا خاموشی سے یا آواز سے سری یا جہری۔

سورۃ بنی اسرائیل ۱۷ آیت ۱۱۰۔ (اے رسول) ان سے کہو تم اسے اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کے نام سے یاد کرو جس نام سے (چاہو اسے) پکارو اس کے سارے نام اچھے ہیں۔ اور اے رسول (اور سب مسلمانو!) نماز میں (قرآن) نہ تو بہت بلند آواز سے پڑھو اور نہ بہت آہستہ آہستہ بلکہ درمیانی آواز سے پڑھو (درمیانی راہ اختیار کرو)۔ بخاری جلد دوم کتاب التفسیر ۸۳۴ حدیث نمبر ۱۸۳۳۔ سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس ؓ سے ارشاد باری تعالیٰ اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ کا راستہ تلاش کرو۔ آیت ۱۱۰ کے بارے میں روایت کی انہوں نے فرمایا، یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب آپ مکہ مکرمہ میں ہی جلوہ افروز تھے اور اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے وقت بلند آواز سے قرآن کریم پڑھا کرتے تو اس کو سن کر مشرکین کلام الٰہی کو گالیاں دیا کرتے اور جس نے اسے نازل کیا اور جو لے کر آیا، جس پر نازل ہوا ان سب کو برا بھلا کہتے۔ اس پر اللہ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ اپنی نمازوں میں قرآن کریم کی تلاوت اتنی آواز سے نہ کرو کہ اسے سن کر مشرکین قرآن کے متعلق بدکلامی کریں اور نہ اتنی آہستہ آواز سے پڑھنا کہ تمہارے ساتھی (یعنی مقتدی) بھی نہ سن سکیں، ان دونوں کا درمیانی راستہ اختیار کرو۔ اگر نماز امام کی اقتدا میں پڑھی جا رہی ہے تو مقتدی کو خاموش رہنا ہے اور امام کی آواز کو سننا ہے۔

سورۃ اعراف ۷ آیت ۲۰۴۔ اور جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا

کرو، تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اس آیت کی تفسیر میں مولانا مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ جب وہ حالات مکہ والے نہ رہیں اور حالات ٹھیک ہوں تو پھر بلند آواز سے پڑھو۔ قرآن، حدیث اور مولانا مودودیؒ کے فرمان کے مطابق ہماری ایک بھی نماز قرآن کے مطابق نہیں ہے ایسا کیوں؟ اس کے لئے غور کرنا چاہئے، جب ہم اللہ کے حکم کے خلاف اپنے عمل کر رہے ہیں تو پھر اللہ ہماری مدد کیوں کرے گا۔ ہم اپنے بزرگوں کی پیروی کر رہے ہیں جو غلط ہے۔ جس آباء پرستی کو اللہ نے شرک بتایا ہے اس پر ہی ہم چل رہے ہیں، ہمیں غور کرنا چاہئے اور اپنی نمازوں کو اللہ کے حکم کے مطابق کرنا چاہئے۔

جن بزرگوں کا نام لے کر ہم یہ عمل کر رہے ہیں فلاں امام نے یہ بتایا اور فلاں امام نے یہ، یہ اماموں کا نام لینا ان کی کردار کشی ہے وہ امام پکے مومن تھے ان کا ہر عمل قرآن پر تھا جو محمدؐ نے اپنے عمل اور قول سے بتایا وہ حضرات اس کے پابند تھے انہوں نے کوئی فقہ اپنے نام سے منسوب نہیں کیا یہ تو بعد میں ہوا کس نے کیا اس کا اشارہ میں پہلے ہی اس کتابچہ میں کر چکا ہوں ان کے لئے جو غور کرنے کے قائل ہیں اور صحیح بات کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

اب دیکھا جائے نماز کی رکعت کتنی ہیں۔ ۲۔۳۔۴ یا ہر وقت میں چار۔

سورۃ نساء۴ آیت ۱۰۱۔ اور جب تم لوگ سفر کے لئے ملک میں نکلو تو کوئی گناہ نہیں تم پر اگر نماز میں قصر (کم) کر دو یا اگر تم کو خوف ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے تب بھی نماز کم کر دو کیونکہ وہ کھلم کھلا تمہاری دشمنی پر تلے ہیں۔

آیت ۱۰۲۔ اور اے نبی جب تم مسلمانوں کے درمیان ہو اور (حالت جنگ میں ہو ابھی جنگ شروع نہ ہوئی ہو) اور انہیں نماز پڑھانے کھڑے ہو تو چاہئے کہ ان میں سے ایک گروہ تمہارے ساتھ کھڑا ہو اور اپنے اسلحہ لئے رہے۔ پھر جب وہ سجدہ کرے تو پیچھے چلا جائے، اور دوسرا گروہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ہے آ کر تمہارے ساتھ نماز پڑھے، اور وہ بھی اسلحہ لئے رہے۔ کیونکہ کفار اس تاک میں ہیں کہ تم اپنے اسلحہ اور سامان کی طرف سے ذرا غافل ہو تو وہ تم پر یکبارگی ٹوٹ پڑیں۔ البتہ اگر تم بارش کی وجہ سے تکلیف محسوس کرو یا بیمار ہو تو ہتھیار رکھ دینے میں کچھ حرج نہیں مگر پھر بھی چوکنے رہو۔ یقین رکھو کہ اللہ نے کافروں کے لئے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔

آیت ۱۰۳۔ پھر جب ہنگامی حالات کی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے رہو۔ اور جب اطمینان نصیب ہو جائے یعنی جنگ کا خطرہ ختم ہو جائے تو پوری نماز پڑھو۔ نماز درحقیقت ایسا فرض ہے جو پابندی وقت کے ساتھ اہل ایمان پر لازم ہے۔

ان آیات سے ہر وقت میں نماز کی چار رکعت پڑھنی چاہئے، تب ہی اللہ کا حکم پورا ہوگا۔ یعنی جب سفر کرو تو نماز قصر چار کی جگہ دو پڑھو۔ آیت میں وقت کا ذکر نہیں ہے صرف قصر کا حکم ہے تو سفر فجر اور مغرب میں بھی ہوتا ہے۔ مگر

ان دونوں وقتوں میں اللہ کا حکم توڑا جا رہا ہے۔ ایسا کیوں؟ اللہ کا حکم پورا ہونا ہے اور یہ تب ہی پورا ہو سکتا ہے جب ہر وقت میں رکعت چار ہوں اور فجر اور مغرب میں بھی چار رکعت کی جگہ قصر میں دو پڑھی جائیں۔ اب حدیث کی سند بھی پیش ہے احادیث سے بھی چار رکعت ثابت ہو رہی ہیں جو ضروری ہیں:۔

ام المومنین سیدہ عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ اللہ نے (پہلے پہل) جب نماز فرض کی تھی تو دو رکعتیں تھیں، حضر اور سفر (دونوں میں) سفر کی نماز تو برقرار رہی مگر حضر میں اضافہ کر دیا گیا۔

بخاری جلد اول، کتاب الصلوٰۃ، پارہ ۲ ص ۲۱۷، حدیث نمبر ۳۴۰

سیدہ عائشہؓ روایت کرتی ہیں، ابتداء میں نماز دو رکعت فرض کی گئی۔ پھر سفر میں تو برقرار رہی لیکن حضر میں پوری (چار) کر دی گئی میں نے عروہ سے کہا، عائشہؓ نے یہ کیا کہا؟ جواب دیا تاویل کی ہے جس طرح عثمانؓ نے کی تھی۔

ابواب تقصیر الصلوٰۃ، پارہ ۴، ص ۴۳۵، حدیث نمبر ۱۰۲۵

حفص بن عاصم روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے ابن عمرؓ کو کہتے سنا، میں رسول کے ساتھ رہا آپؐ سفر میں دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ اور ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

ابواب تقصیر الصلوٰۃ، پارہ ۵ ص ۴۳۸، حدیث نمبر ۱۰۳۵

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پہلے ہر نماز کی دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں جب نبیؐ نے ہجرت کی تو چار رکعتیں فرض فرما دی گئیں اور سفر کی نماز اپنی پہلی حالت پر رہی۔ عبدالرزاق نے بھی معمر سے اسی طرح روایت کی ہے۔

بخاری جلد دوم، کتاب المناقب، پارہ ۱۵ ص ۴۸۸، حدیث نمبر ۱۱۱۴

بخاری میں اور بھی روایات ہیں جن سے پانچوں اوقات میں چار رکعت کا ثبوت ملتا ہے۔ سفر میں دو اور خوف میں ایک رکعت ہر وقت میں۔ اس لئے فجر اور مغرب میں بھی چار رکعتیں ہیں دو اور تین نہیں اور ان وقتوں میں چار مان کر ہی اللہ کا حکم پورا ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔

قیام کے عمل تک جو کچھ کرنا ہے وہ پورا ہو گیا قیام کے بعد نمازی کو رکوع میں جانا ہے اللہ اکبر کہتے ہوئے۔ رکوع میں کیا پڑھنا ہے پیش ہے، سبحان ربی العظیم۔ رب زدنی علما۔ تین بار، پانچ بار یا سات بار۔ رکوع کی تسبیحات کو پورا کرنے کے بعد انّ رَبّی سَمِیعُ الدُّعَا کہتے ہوئے کھڑے ہو جانا ہے۔ اور اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں جانا ہے۔ سجدہ کی تسبیح یہ ہے، سبحان ربی الاعلیٰ۔ تین سے سات بار تک اور سورۃ ابراہیم کی یہ آیت ۴۱ پڑھنی ہے ربنا اغفرلی و لوالدی و للمومنین یوم یقوم الحساب۔ ترجمہ:۔ اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو بھی بخش، اور دیگر مومنین کو بھی بخش جس دن حساب ہونے لگے۔ اطمینان سے سجدہ کر کے اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھ

کر بیٹھنا ہے۔اس کو جلسہ کہتے ہیں،جلسہ کی دعاء۔اللھم اغفرلی و ارحمنی و عافنی و اھدنی و ارزقنی ۔ اے اللہ میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت دے، مجھے ہدایت پر چلا، مجھے رزق عطا فرما۔اس کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرا سجدہ کرنا ہے۔اسی طرح دوسری رکعت پڑھنی ہے دو رکعت پڑھنے کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے بیٹھنا ہے،اس میں قرآن کا تشہد پڑھنا ہے۔

سورۃ انعام ۶ آیت ۱۶۲۔قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین۔

آیت ۱۶۳۔لا شریک لہ ج و بذالک امرت و انا اول المسلمین ۔ترجمہ:۔فرما دیجئے بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت (جسمانی اور مالی) اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ کے لئے ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو یہی حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں۔

یہ رہا تشہد یعنی التحیات۔

ان دو رکعت کے بعد دو رکعت اور پڑھنی ہیں جیسے پہلی دو رکعت پڑھیں یہ پوری چار رکعت ہو گئیں۔چار رکعت پوری کرنے کے بعد پھر تشہد پڑھنا ہے اور دعائیں اور سلام بھی پڑھنا ہے جو ذیل میں درج ہیں۔اور اگر سفر ہو تو قصر دو رکعت پڑھنی ہیں۔نماز کی دعائیں:۔

سورۃ بقرہ ۲ آیت ۲۰۱۔ربنا آتینا فی الدنیا حسنہ و فی آخرۃ حسنہ و قنا عذاب النار ۔ ترجمہ:۔اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی نیکی اور بھلائی دے،اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں عذاب جہنم سے نجات دے۔

سورۃ اعراف ۷ آیت ۲۳۔ربنا ظلمنا انفسنا ،وان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکو نن من الخسرین ۔ترجمہ:۔اے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اگر تو نے ہمیں بخشا نہیں ہوتا اور ہم پر رحم نہیں کیا ہوتا تو ہم تباہ ہو جاتے۔اب بھی ہماری مغفرت فرما اور رحم فرما ورنہ ہم خسارے میں ہوں گے۔

سورۃ اعراف ۷ آیت ۱۲۶۔ربنا افرغ علینا صبرا و توفنا مسلمین ۔ترجمہ:۔اے رب ہم پر صبر کا فیضان کر اور ہمیں موت دے تو اس حالت میں کہ،ہم مسلم ہوں۔

سورۃ ممتحنہ ۶۰ آیت ۵۔ربنا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفرو او اغفر لنا ربنا۔ انک انت العزیز الحکیم ۔ترجمہ:۔اے ہمارے رب! ہمیں کافروں (کے ظلم کا) تختۂ مشق نہ بنانا (یعنی ہم ایسے غلط کام نہ کریں جن کو دیکھ کر کافر دین میں آنے سے رک جائیں اور اس رکنے کا فتنہ ہمارے غلط کام بنیں اس سے ہمیں بچانا) اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو معاف کر،یقیناً تو غالب اور حکمت والا ہے۔

ان دعاؤں کے بعد نبیؐ پر ان الفاظ سے دعا اور سلام کرنا الصلوٰۃ والسلام علی النبی الکریم۔اس کے بعد قرآن کا جامع سلام حاضر ہے۔

سورۃ الصّٰفٰت ۳۷ آیت ۱۸۰۔سبحٰن ربک رب العزۃ عما یصفون و سلم علی المرسلین۔ ۱۸۲۔ والحمد للہ رب العٰلمین۔ ترجمہ:۔اور آپ کا رب جو عزت کا مالک ہے ان تمام باتوں سے پاک ہے جو وہ لوگ بیان کر رہے ہیں اور تمام رسولوں پر سلام۔اور ہر طرح کی تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنہار ہے۔

اس کے بعد سلام پھیر دینا ہے۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ ۔ترجمہ:۔سلام ہو تم پر اور اللہ کی رحمت دونوں طرف کو کرنا ہے۔

نماز سے فارغ ہو کر حکم الٰہی کے مطابق اپنے کاموں میں لگ کر اللہ کا فضل تلاش کرنا ہے یعنی روزی کمانا ہے اس روزی سے اپنا اور حق داروں کا حق ادا کرنا ہے۔نماز جمعہ اور عیدین،دو دو رکعت ایسے ہی پڑھنی ہیں۔عید کی نماز میں تکبیرات کا اضافہ ہے،مگر ان تکبیرات میں بھی اختلاف ہے کہ چھ،نو یا بارہ ہیں؟ اب ٹھیک کیا ہے؟ یہ طے ہو۔

نوٹ:۔جو دعائیں لکھی ہیں یہ سب قرآن میں درج ہیں۔ان کے علاوہ بھی بہت دعائیں قرآن میں درج ہیں۔ہم کو غور یہ کرنا ہے کہ جو مروجہ نماز میں دعائیں،تشہد اور درود پڑھا جاتا ہے انکا مطلب کیا ہے۔اور جو قرآنی تشہد،دعائیں اور سلام لکھا گیا ہے ان کا کیا مطلب ہے؟ اگر غور سے دیکھا جائے تو تقریباً مفہوم ملتا ہے،ملتا ہی نہیں بلکہ ان سے اچھا ہے۔جب ملتا ہے اور ان سے اچھا ہے تو قرآن کو چھوڑ کر خود ساختہ مواد کی طرف کو ہماری نظر کیوں گئی؟ اس کی ضرورت ایک ہی وجہ سے ہے وہ یہ کہ ہم نے نماز کی تفصیل کو قرآن سے خارج کر دیا،اور انکار کر دیا کہ قرآن میں نماز کی تفصیل نہیں ہے۔اس انکار کے بعد ضروری ہو گیا تھا کہ کوئی نہ کوئی دعاء،تشہد اور درود تو بتانی ہی تھی،جو بتادی۔مگر یہ غور نہ کیا کہ اس جیسی دعائیں بلکہ ان سے بھی اچھی قرآن میں درج ہیں۔ جو اس کتابچہ میں لکھی گئی ہیں۔اس سے صرف نظر کیوں کیا گیا؟ کیا مجبوری تھی؟ کیا مفاد تھا؟ اس کا جواب درکار ہے۔اگر اب دنیا میں نہیں دیا گیا تو اللہ کے سامنے حشر میں تو سوال ضرور ہوگا،کہ اے میرے بندو! میں نے قرآن کو بڑی تفصیل کے ساتھ آسان زبان میں نازل کیا تھا،ہر ضروری بات کی تفصیل ہے،جو مجھے مطلوب ہے،جس کو میرے بندے ادا کر کے دنیا میں اور آخرت میں انعام کے حق دار بنیں،مگر تم نے قرآن سے انکار کر کے اپنی فرضی نماز ان پر مسلط کر دی۔اور غضب یہ کیا کہ اس کا الزام نبیؐ پر لگا دیا کہ محمدؐ نے اس طرح نماز بتائی ہے۔کیا محمدؐ قرآن کے خلاف کوئی عمل کر سکتے تھے؟ یا کوئی قول فرما سکتے تھے؟ ہرگز نہیں! بلکہ انہوں نے وہ عمل کیا جو قرآن میں اللہ کا حکم ہے۔اور وہی بتایا جس عمل کو اس چھوٹے سے مضمون میں اللہ کی توفیق سے اس بندے نے لکھا ہے۔اس لئے قوم کے رہبر اس پر غور کریں اور قرآن اور صحیح سنت پر آ جائیں جس کا حکم اللہ نے دیا ہے۔

آج پوری دنیا میں ہر میدان میں بہت بڑے بڑے گناہ ہو رہے ہیں۔رشوت، چوری، ڈاکا، حتیٰ کہ ہر وہ کام ہو رہا ہے جس کو انسانیت کے خلاف کہا جائے گا۔انسانیت چیخ رہی ہے، ہر جگہ بدکاری کو روکنے کے لئے حکومتیں ہیں مگر غلط کام ہو رہے ہیں۔حکومت کا عملہ ان کو روکنے میں ناکام ہے۔ بلکہ یہ کہا جائے کہ وہ عملہ بھی ان غلط کاموں میں ملوث ہے، تو غلط نہیں ہے۔اگر شامل نہ ہوتا تو ملزموں کو سزا ضرور مل جاتی، مگر نہیں مل رہی ہے۔آج اپنے ہندوستان میں دیکھ لیجئے کہ نہ جانے کتنے بڑے بڑے گھوٹالے ہو رہے ہیں مگر ملزم صاف بچ جاتے ہیں، اور بےقصوروں کو بڑی سخت سزائیں دی جا رہی ہیں۔اس غلط کام کی صرف ایک وجہ ہے کہ آدمی نے اپنی نماز کو ضائع کر دیا ہے۔ جو نماز یعنی مسجد والی نماز ریچارج کا کام کرتی ہے، اس نماز کو یا تو چھوڑ دیا ہے یا وہاں پر حاضر ہونے والے زیادہ تر نشے کی حالت میں ہوتے ہیں۔اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ قرآن کی نماز کو پڑھا ہی نہیں جا رہا ہے، اس کا زیادہ تر حصہ قرآن کے خلاف ہے۔اس لئے ہی اس نماز سے باہر آ کر نماز کے مطابق عمل نہیں ہو رہا ہے۔

اور جو بالکل جاتے ہی نہیں تو ان کا معاملہ تو بالکل ہی الٹا ہے۔مسجد والے کچھ تو ڈرتے ہیں۔وہ تو بالکل ہی آزاد ہیں۔اور یہ گھوٹالے کر رہے ہیں۔جن کو روک پانا مشکل نظر آ رہا ہے۔ان کو روکنے کا صرف ایک ہی علاج ہے کہ مسجد والی قرآنی نماز کو ہوش وحواس میں ادا کیا جائے، اور باہر آ کر اس کے مطابق عمل کیا جائے۔

اس لئے صلوٰۃ مسجد اور صلوٰۃ فرض منصبی لازم وملزوم ہیں۔غور کریں جو نماز مسجد ادا نہیں کرتے تو وہ فرض منصبی بھی ادا نہیں کرینگے۔جس کا ثبوت آجکل ہر میدان میں مل رہا ہے۔انسان نے اللہ کے سامنے جوابدہ ہونے کا خوف دل سے نکال دیا ہے۔اس خوف کو پیدا کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ قرآنی نماز مسجد کو ہوش میں آ کر ادا کریں، اور مسجد سے باہر آ کر اس کے مطابق عمل کریں۔مگر مسجد میں نماز ادا کرنے والے بھی باہر آ کر اس کو قائم کرنے سے قاصر نظر آتے ہیں، اس لئے کہ انہوں نے اس نماز کی اہمیت کو سمجھا ہی نہیں۔اگر سمجھ لیتے تو یہ اللہ کی نافرمانی عام نہ ہوا اور فرقہ بندی ختم ہو جائے اور انسانیت میں محبت اور بھائی چارگی پیدا ہو جائے اور سب بھائی بھائی بن کر رہیں، ایک دوسرے کی مدد کریں چاہے ان کا مذہب کوئی بھی ہو بغیر مذہبی تفریق کے سب کی مدد کرنی ہے۔اللہ کا دین ہر انسان کو پہونچے۔اللہ ایسا کرے۔اللہ مجھے اور ہر انسان کو صلوٰۃ الرسول یعنی صلوٰۃ القرآن مسجد اور مسجد سے باہر ہوش میں ادا کرنے کی تفیق دے۔(تقبل)

سکندر احمد کمال
نگلہ پٹواری، برولی روڈ علی گڑھ ۲۰۲۰۰۲
موبائل:-09319593020

صلوٰۃ فی القرآن کا انعام

ایک بات یہ اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ اجتماعی اذکار و اسلامی قانون کا نفاذ اسلامی حکومت کے ساتھ انسان کی انفرادی ذمہ داری بھی ہے ، مثلاً جہاد ، غیر مسلم حکومتوں سے باہمی تعلق، مسلم اور غیر مسلم ہمسایہ اور شہری کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا ، ان کی بھلائی کے ہر کام میں جدو جہد کرنا، کسی کو یہ احساس نہ ہو کہ ہمارے ساتھ تعصب کا برتاؤ ہو رہا ہے ، زکوٰۃ ، ماملکت ایمان، احکام وراثت، وصیت ، پردہ کی پابندی، جنگی قیدی ، زنا، شراب ، جوا، سود خوری اور دیگر کبائر کی سزائیں ،قصاص، تجارت میں حرام طریقہ کی سزا، بدعات کی سزا وغیرہ وغیرہ ۔ان کاموں کو کرنے کے بعد اللہ حکومت دے گا، لیکن یہ حکومت زور زبر دستی یا لڑائی جھگڑے سے حاصل نہیں ہوگی ،بلکہ قرآن کی سورۃ نور کی آیت ۵۵ کے مطابق ہمیں اپنے قرآنی عمل صالح کے عوض میں بخشی جائے گی ، انعام میں ملے گی ۔اس لئے یہ سوچنا کہ ایک دن خود ہی حکومت ہمیں مل جائے گی چاہے ہمارے اعمال کیسے بھی رہیں بہت بڑی غلط فہمی ہے ، جس کی پاداش میں ہم آج ذلت و رسوائی کی چکی میں پس رہے ہیں اور دین کو جاننے والے ایک بڑے طبقہ کے ہوتے ہوئے بھی ہماری زندگی دہریت میں گزر رہی ہے ۔ اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم دوسروں کی ٹھیکیداری کرنے کے بجائے اپنی زندگی دین کے مطابق پوری پوری بدلیں اور ایک اللہ کے پسندیدہ معاشرے کی تکمیل کریں ، حکومت خود ہی انعام میں مل جائے گی۔ (انشاء اللہ)

سید باقر حسنین
فورٹ انکلیو، نگلہ پٹواری، علیگڑھ

تمت بالخیر